ماھنامہ

انصاراللہ

فلاح اور نجات کا سر چشمہ

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''..........تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سر چشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی ....''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۷)

ایڈیٹر

نصراللہ خاں ناصر

جولائی ۲۰۰۱ء

کامل علم کا ذریعہ

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''........... وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دُور ہو جاتے ہیں- وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں- جس کی رُوح میں سچائی کی طلب ہے وہ اٹھے اور تلاش کرے- میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر رُوحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اُس راہ کی تلاش میں لگیں- مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور حجاب کس دعا سے اُٹھے گا میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خُدا کے الہام پر مدت سے مُہر لگا چکی ہیں- سو یقیناً سمجھو یہ خدا کی طرف سے مُہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں- مَیں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر مَیں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو-''

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۲-۴۴۳)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ

ایڈیٹر: نصر اللہ خان ناصر

وفا ۱۳۸۰ ہش

جولائی ۲۰۰۱ء

جلد نمبر--------۴۲

شمارہ نمبر--------۷

اس شمارہ میں

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

شرح چندہ

پاکستان: ---------- ایک سو روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ: ------------- دس روپے

اداریہ

’’قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے‘‘

قرآن کریم سے والہانہ عشق و محبت کو ظاہر کرنے والا یہ مصرعہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اس شعر سے لیا گیا ہے جو اس طرح ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں ۔ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

اس شعر سے جہاں حضرت اقدس کی قرآن کریم سے انتہا درجہ کی محبت نظر آتی ہے وہاں قرآن کریم کی عظمت اور شان کا بھی پتہ چلتا ہے۔ قرآن کریم وہ بے مثل کتاب ہے جو تمام کمالات متفرقہ کی جامع، حقائق و معارف میں بے نظیر اعلیٰ وارفع مقام رکھتی ہے۔ یہ وہ مبارک آسمانی صحیفہ ہے جس کی کامل اتباع سے ایسی دائمی حیات حاصل ہوتی ہے۔ جو لقاءِ الٰہی کا وارث بناتی ہے قرآن کریم کی اسی عظمت و شان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

’’واللّٰہ انہ درۃ یتیمۃ ظاھرہ نورٌ وباطنہ نورٌ وفوقہ نورٌ وتحتہ نورٌ وفی کلّ لفظہ وکلمتہ نورٌ.......... وھو بحرٌ موّاجٌ منْ ماء الحیوۃ مَنْ شرب منہ فھو یحی بل یکون من المحیین‘‘ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۴۵-۵۴۶)

اللہ کی قسم۔ یقیناً وہ منفرد و یکتا موتی ہے اس کا ظاہر نور ہے اور اس کا باطن بھی اس کے اوپر بھی نور ہے اور اس کے نیچے بھی نور ہے اور اس کے ہر لفظ میں نور ہے اور کلمہ بھی نور ہے .... وہ زندگی بخش پانی کا موجیں مارتا ہوا سمندر ہے جس نے اس سے پی لیا وہ زندہ ہو گیا بلکہ زندہ کرنے والوں میں سے ہو گیا۔

قرآن عظیم کا یہ حسن و جمال اور اس کی ظاہری اور باطنی خوبیاں اور تاثیرات کا حضرت اقدس نے مشاہدہ کیا تو اس کی کوئی نظیر نہ پائی کبھی اس کی بخشش کو قمر سے تشبیہ دی تو کبھی اسے نیّر صداقت سے تعبیر کیا اور صد نیّر بیضا سے یاد کیا۔ ایسے ہی حقائق و معارف کے اس بحرِ مواج کو ابدی حیات کا سرچشمہ قرار دیا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس مقدس کتاب کے ساتھ تمسک رکھنے والوں کو خبر دی کہ ’’جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔‘‘ (کشتی نوح)

اور امر واقعہ یہی ہے کہ امت محمدیہ کی شان و شوکت اور غلبہ و عروج قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں تھا اور اس زمانہ میں دینِ حق کی نشأۃِ ثانیہ بھی تمسک بالقرآن سے ہی وابستہ ہے اور یہی جماعت احمدیہ کا طرّہ امتیاز ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ تعلیم دی: ’’تمہاری فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے‘‘ (کشتی نوح)

قارئین کرام! قرآن کریم کے ساتھ ایسے عشق و محبت کے بعد کون تصور کر سکتا ہے کہ قرآن کریم سے دعویٰ محبت رکھنے والی جماعت کے دل میں قرآن کریم کی عظمت و عزت نہ ہو۔ بلاشبہ ہر احمدی اسیرِ محبتِ قرآن ہے اور اس کے برعکس کوئی الزام تراشی اور اخباری پروپیگنڈا سراسر ظلم ہے۔

امام الکلام

آب حیات

حضرت اقدس بانی سلسلہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوار یقین اور تواتر سے بھرا ہوا اور ہماری روحانی بھلائی اور ترقی علمی کیلئے کامل رہنما ہے قرآن کریم ہے۔ جو تمام دنیا کے دینی نزاعوں کے فیصل کرنے کا متکفل ہو کر آیا ہے۔ جس کی آیت آیت اور لفظ لفظ ہزار ہا طور کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے اور جس میں بہت سا آب حیات ہماری زندگی کے لئے بھرا ہوا ہے اور بہت سے نادر اور بیش قیمت جواہر اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو ہر روز ظاہر ہوتے جاتے ہیں یہی ایک عمدہ محک ہے جس کے ذریعہ سے ہم راستی اور ناراستی میں فرق کر سکتے ہیں یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچائی کی راہیں دکھاتا ہے۔ بلاشبہ جن لوگوں کو راہ راست سے مناسبت اور ایک قسم کا رشتہ ہے ان کا دل قرآن شریف کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے اور خدائے کریم نے ان کے دل ہی اس طرح کے بنا رکھے ہیں کہ وہ عاشق کی طرح اپنے اس محبوب کی طرف جھکتے ہیں اور بغیر اس کے کسی جگہ قرار نہیں پکڑتے اور اس سے ایک صاف اور صریح بات سن کر پھر کسی دوسرے کی نہیں سنتے۔ اس کی ہر ایک صداقت کو خوشی سے اور دوڑ کر قبول کر لیتے ہیں اور آخر وہی ہے جو موجب اشراق اور روشن ضمیری کا ہو جاتا ہے اور عجیب در عجیب انکشافات کا ذریعہ ٹھہرتا ہے اور ہر یک کو حسب استعداد معراج ترقی پر پہنچاتا ہے۔ راستبازوں کو قرآن کریم کے انوار کے نیچے چلنے کی ہمیشہ حاجت رہی ہے اور جب کبھی کسی حالت جدیدہ زمانہ نے اسلام کو کسی دوسرے مذہب کے ساتھ ٹکرا دیا ہے تو وہ تیز اور کارگر ہتھیار جو فی الفور کام آیا ہے قرآن کریم ہی ہے ایسا ہی جب کہیں فلسفی خیالات مخالفانہ طور پر شائع ہوتے رہے تو اس خبیث پودہ کی بیخ کنی آخر قرآن کریم ہی نے کی اور ایسا اس کو حقیر اور ذلیل کر کے دکھلا دیا کہ ناظرین کے آگے آئینہ رکھ دیا کہ سچا فلسفہ یہ ہے نہ وہ۔ حال کے زمانہ میں بھی جب اول عیسائی واعظوں نے سر اٹھایا اور بدفہم اور نادان لوگوں کو توحید سے کھینچ کر ایک عاجز بندہ کا پرستار بنانا چاہا اور اپنے مغشوش طریق کو سوفسطائی طریق سے آراستہ کر کے ان کے آگے رکھ دیا اور ایک طوفان ملک ہند میں برپا کر دیا، آخر قرآن کریم ہی تھا جس نے انہیں پسپا کیا.........''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۸۱-۳۸۲)

کلام الامام

قانونِ شریعت، قانونِ اخلاق، قانونِ تمدن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی دیباچہ تفسیر القرآن میں فرماتے ہیں:-

''انبیاء کے ذریعہ سے دنیا میں جو تکمیل ہوئی ہے وہ کم وبیش تین طرح ظاہر ہوتی ہے ایک قانونِ شریعت کے ذریعہ سے، دوسرے قانونِ اخلاق کے ذریعہ سے، تیسرے قانونِ تمدن کے ذریعہ سے- قرآن کریم چونکہ اعلیٰ اور اکمل کتاب ہے اس نے ان تینوں شقوں کو بیان کیا ہے- قانونِ شریعت اور قانونِ اخلاق کو مکمل طور پر اور قانونِ تمدن کو اصولی طور پر- کیونکہ قانونِ تمدن میں انسان کو بہت سے اختیارات دیئے گئے ہیں- قانونِ اخلاق کے متعلق قرآن شریف نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ اخلاقِ فاضلہ درحقیقت نام ہے طبعی جذبات کو صحیح طور پر استعمال کرنے کا- پس طبعی جذبات کو مار دینا یا حد سے زیادہ ان میں منہمک ہو جانا یہ اخلاقی گناہ ہوتا ہے جو طبعی جذبات کو مارنا چاہتا ہے وہ قانونِ قدرت کا مقابلہ کرتا ہے جو طبعی جذبات کے پورا کرنے میں منہمک ہو جاتا ہے وہ اپنی روح کو بھول جاتا ہے اور مذہب کو نظر انداز کر دیتا ہے اور یہ دونوں باتیں خطرناک ہیں تم قانونِ قدرت کو بھی نہیں کچل سکتے اور تم قانونِ شریعت کو بھی نہیں کچل سکتے- اسی اصل کے ماتحت قرآن کریم فرماتا ہے کہ دنیا میں تمام چیزیں حلال ہیں کیونکہ وہ انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں- ہاں صرف اس صورت اور اس شکل میں ان کے استعمال پر حد بندی لگائی جاتی ہے جس صورت اور جس شکل میں وہ انسان کے لئے مضر ہو جاتی ہیں- اس قانون کے ماتحت اسلام کے رُو سے شادی نہ کرنا نیکی نہیں گناہ ہے کھانے پینے اور پہننے کے متعلق طیب چیزوں کا استعمال نہ کرنا نیکی نہیں گناہ ہے کیونکہ اس میں قانون قدرت کی ہتک اور اس کا مقابلہ ہے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کی ناشکری ہے لیکن انہی چیزوں میں پڑ جانا اور ان کے استعمال میں غلو اور اسراف سے کام لینا یہ بھی گناہ ہے- کیونکہ اس طرح انسان اپنی روح کو بھول جاتا ہے اور اصل مقصد انسانی زندگی کا روح کو کامل کرنا ہی ہے جس طرح وہ شخص گنہگار ہے جو کام ہی کرتا رہتا ہے اور کھانا نہیں کھاتا کیونکہ وہ مر جائے گا اور اس کا کام مکمل نہیں ہوگا- اسی طرح وہ شخص بھی گنہگار ہے جو کھانا ہی کھاتا رہتا ہے اور کام نہیں کرتا- کیونکہ وہ شخص ذرائع کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور مقصود کو بھول جاتا ہے- بغیر ذرائع کے مہیا کرنے کے مقصد حاصل نہیں ہوتا اور بغیر صحیح مقصد کو پیش نظر رکھنے کے صحیح ذرائع مہیا نہیں کئے جاسکتے ہیں-''

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۳۱۹)

عربی منظوم کلام

رَسُوْلٌ کَرِیْمٌ ضَعَّفَ اللّٰہُ شَأْنَہٗ　　وَبَدْرٌ مُّنِیْرٌ لَّا یُضَاھِیْہِ نَیِّرٗ

وہ رسول کریم ہے، اللہ نے اس کی شان بہت بڑھائی ہے اور وہ بدرِ منیر ہے۔ کوئی نور دینے والا اس کی نظیر نہیں ہے۔

لَہٗ رُتْبَۃٌ فِی الْاَنْبِیَآءِ رَفِیْعَۃٌ　　فَطُوْبٰی لِقَوْمٍ طَاوَعُوْہُ وَخَیَّرُوْا

اس نبی کا مرتبہ سب انبیاء میں بہت بلند ہے پس اس قوم کے لئے خوشی ہے جس نے اس کی اطاعت کی اور اسے پسند کیا

وَجَاءَ بِقُرْاٰنٍ مَّجِیْدٍ مُّکَمَّلٍ　　مُنِیْرٍ فَنَوَّرَ عَاَلَّمًا وَّ یُنَوِّرٗ

اور وہ مکمل قرآن مجید لے کر آیا جو روشنی بخشنے والا ہے۔ سو اس نے ایک دنیا کو منور کر دیا اور آئندہ بھی منور کرتا رہے گا

کِتَابٌ کَرِیْمٌ حَازَ کُلَّ فَضِیْلَۃٍ　　وَیَسْقِیْ کُؤُسَ مَعَارِفٍ وَّیُوَفِّرٗ

وہ ایک عزت والی کتاب ہے جو تمام فضیلتوں کی جامع ہے۔ معارف کے جام پلاتی ہے اور وافر پلاتی ہے

وَفِیْہِ رَأَیْنَا بَیِّنَاتٍ مِّنَ الْھُدٰی　　وَفِیْہِ وَجَدْنَا مَا یَقِیْ وَیُبَصِّرٗ

اور اسی میں ہم نے ہدایت کے کھلے کھلے نشان پائے ہیں اور اسی میں ہم نے وہ بات پائی ہے جو بچاتی ہے اور بصیرت بخشتی ہے

طَرِیٌّ طَلَاوَتُہٗ وَلَمْ تَعْفُ نُقْطَۃٌ　　لِمَا صَانَہُ اللّٰہُ الْقَدِیْرُ الْمُوَقِّرٗ

اس کی تروتازگی ہمیشہ ہی شاداب ہے اور اس کا ایک نقطہ بھی نہ مٹ سکا کیونکہ عزت بخش اور قدیر خدا نے اس کی حفاظت فرمائی ہے۔

فَبَاعَجَبًا مِّنْ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ　　اَرٰی اَنَّہٗ دُرٌّ وَّ مِسْکٌ وَّ عَنْبَرٗ

پس اس کا حسن اور جمال کیا ہی عجیب ہے۔ میں تو اس کو موتی۔ کستوری اور عنبر ہی پاتا ہوں۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۸۳)

فارسی منظوم کلام

ہست فرقاں آفتابِ علم و دیں　　تا برندت از گماں سوئے یقیں

قرآن مجید علم اور دین کا سورج ہے۔ تاکہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائے

ہست فرقاں از خدا حبل المتیں　　تا کشندت سوئے رب العالمین

قرآن خدا کی طرف سے ایک مضبوط رسی ہے تاکہ تجھے رب العالمین کی طرف کھینچ کر لے جائے

ہست فرقاں روزِ روشن از خدا　　تا دہندت روشنئ دیدہ ہا

قرآن خدا کی طرف سے ایک روشن دن ہے تاکہ تجھے آنکھوں کی روشنی دے

حق فرستاد ایں کلامِ بے مثال　　تا رسی در حضرتِ قدس و جلال

خدا نے اس بے نظیر کلام کو اس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اس پاک اور ذوالجلال کی درگاہ میں پہنچ جائے

داروئے شک است الہامِ خدا　　کآں نماید قدرتِ تام خدا

خدا تعالیٰ کا الہام شک کی دوا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کو ظاہر کرتا ہے

ہر کہ روئے خود زِ فرقاں در کشید　　جانِ او روئے یقیں ہرگز ندید

جس نے قرآن سے روگردانی اختیار کی اس نے یقین کا منہ ہرگز نہیں دیکھا

وحیٔ فرقاں مُردگاں را جاں دہد　　صد خبر از کوچۂ عرفاں دہد

قرآن کی وحی مردوں میں جان ڈالتی ہے اور معرفت کے کوچہ کی سینکڑوں باتیں بتاتی ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۴۰)

۱۰۰ سال پہلے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک اشتہار

اَلصُّلْحُ خَیْر

''اے علماء قوم جو میرے مکذب اور مکفر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں آج پھر میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لئے درخواست کروں۔ مصالحت سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں یا اپنے عقیدہ کی نسبت اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ بلکہ اس جگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے کہ فریقین ایک پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں ہر قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں۔ اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے فریق ثانی مدارات سے پیش آئیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انجام کار انہی اصولوں یا مدارات کی طرف لوگ آجاتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ ایک فریق دنیا میں پھیل گیا ہے۔ جیسا کہ آج کل حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی باوجود ان سب اختلافات کے جن کی وجہ سے مکہ معظمہ کی ارض مقدسہ بھی ان کو ایک مصلہ پر جمع نہیں کر سکی ایک دوسرے سے مخالفت اور ملاقات رکھتے ہیں لیکن بڑی خوبی کی یہ بات ہے کہ کسی اندرونی فرقہ کی ابتدائی حالت میں ہی اس سے اخلاقی برتاؤ کیا جائے۔ خدا جس کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے وہی نابود ہوتا ہے انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتی اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ تباہ ہو جائے گا۔ اور اگر خدا کی طرف سے ہے تو کوئی دشمن اس کو تباہ نہیں کر سکتا اس لئے محض قلیل جماعت خیال کر کے تحقیر کے درپے رہنا طریق تقویٰ کے برخلاف ہے۔ یہی تو وقت ہے کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھلائیں ورنہ جب یہ احمدی فرقہ دنیا میں چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائے گا۔ اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک بھی اس میں داخل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے تو اس زمانہ میں تو یہ کینہ و بغض خود بخود لوگوں کے دلوں میں سے دور ہو جائے گا۔ لیکن اس وقت کی مخالطت اور مدارات خدا کے لئے نہیں ہوگی۔ اور اس وقت مخالف کا نرمی اختیار کرنا تقویٰ کی وجہ سے نہیں سمجھا جائے گا۔ تقویٰ دکھلانے کا آج ہی دن ہے۔ جب کہ یہ فرقہ دنیا میں بجز چند ہزار انسان سے زیادہ نہیں اور میں نے یہ انتظام کر لیا ہے کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کرے گا جس میں آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو۔ اور اس انتظام پر اس وقت سے پورا عمل درآمد ہوگا جب کہ آپ صاحبوں کی طرف سے اسی مضمون کا ایک اشتہار نکلے گا۔ کہ آئندہ آپ پورے عہد سے ذمہ دار ہو جائیں گے۔ کہ آپ صاحبان اور نیز ایسے لوگ جو آپ کے زیر اثر ہیں یا زیر اثر سمجھے جا سکتے ہیں ہر ایک قسم کی بدزبانی اور ہجو اور سب و شتم سے مجتنب رہیں گے اور اس نئے معاہدے سے آئندہ اس بات کا تجربہ ہو جائے گا۔ کہ رد لکھیں اور نہ ہم اس طریق سے دستکش ہو سکتے ہیں لیکن دونوں فریق پر واجب ہوگا کہ ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدگوئی سے منہ بند کر لیں۔ مجھے بہت خوشی ہوگی جب آپ کی طرف سے یہ اشتہار پہنچے گا اور اسی تاریخ سے ان تمام امور پر ہماری طرف سے عمل درآمد شروع ہوگا۔ بالفعل اس اندرونی تفرقہ کے مٹانے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ آئندہ جس فریق کے ساتھ خدا ہوگا وہ خود غالب ہوتا جائے گا۔ دنیا میں سچائی اول چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے۔ جو پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیان

۵ / مارچ ۱۹۰۱ء

(اخبار الحکم قادیان نمبر ۹ جلد ۵۔ ۱۰ / مارچ ۱۹۰۱ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی اللہ

بنی نوع انسان کے لئے سچی ہمدردی کا عظیم الشان نمونہ

(دوسری اور آخری قسط)

تحریر: نصر اللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

حضرت ابوبکرؓ کو دعوت حق اور آپ کا اسلوب دعوت: حضرت ابوبکرؓ کے فضائل و مناقب میں حضرت امام بخاری یہ روایات لائے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ:

آنحضرت ﷺ کے اعلان نبوت کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں موجود نہ تھے مگر وہ آپ کے اعلیٰ اخلاق سے اتنے متاثر تھے کہ انہیں کسی دلیل سننے کی حاجت نہ تھی فوراً آپؐ پر ایمان لے آئے حضورؐ نے اس باوفا دوست کو اپنے دعویٰ اور مقام سے متعارف کروانے کے لئے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ روایات کے مطابق حضرت ابوبکرؓ ایک تجارتی سفر سے واپس آئے۔ ایک روایت کے مطابق راستہ میں ہی مخالفین پہنچ گئے اور آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت کا ذکر کیا۔ ایک روایت کے مطابق کچھ افراد حضرت ابوبکرؓ کے گھر گئے اور ایک روایت میں حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ کے دعویٰ نبوت کی خبر سنی تو حضورؐ کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ سے صرف آپؐ کے دعویٰ کی بابت دریافت کیا آپؐ انہیں دلیل سے سمجھانے لگے اور ذرا تفصیل سے اپنے مبعوث کئے جانے کی روئیداد بتانے لگے مگر ان کا اصرار یہی رہا کہ کیا آپؐ نے رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ جب حضورؐ نے اثبات میں جواب دیا تو حضرت ابوبکرؓ فوراً ایمان لے آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ میں دلائل سن کر ایمان نہیں لانا چاہتا تھا میں نے آپ کی زندگی کو دیکھا ہے اب میرے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس طرح آنحضرت ﷺ کے واضح طور پر صرف دعویٰ رسالت کے ذکر کر دینے میں یہی حکمت تھی کہ جس کے دل کی زمین قبول حق کے بیج کی نشوونما کی صلاحیت رکھتی ہے اسے دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثہ تو ایک لحاظ سے گھر کے ہی افراد تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ہی ایک ایسے دوست تھے جو اس لحاظ سے پہلے مسلمان تھے کہ آپ باہر سے تھے۔ اس طرح حضرت ابوبکرؓ کا ایمان لانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور راستبازی کا واضح ثبوت ہے جس کا اقرار مشہور مستشرقین سپرنگر اور سرولیم میور نے بھی کیا ہے۔ اور اسے آپ کی صداقت کی دلیل قرار دیا ہے۔ یہ تھی آنحضرت ﷺ کی حکیمانہ دعوت الی اللہ کا آغاز جو آئندہ بھی انسان کی نیک سرشت اور فطرت سعیدہ کے لئے نہایت کارگر اور موثر اسلوب ثابت ہوا۔

آنحضرت ﷺ کا پاکیزہ نمونہ: آنحضرت ﷺ کا ایک نہایت موثر اسلوب دعوت آپ کی پہلی زندگی نفس ناطقہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی مطہر زندگی کا پاکیزہ نمونہ آپ نے اپنے رشتہ داروں اور قوم کے سامنے پیش کیا جس پر ان سب

کی زبانیں گنگ ہوگئیں۔

آپؐ کی بعثت کے تین سال گزر چکے تھے اور چوتھے سال کی ابتداء تھی جب یہ حکم الٰہی ہوا۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (سورۃ الحجر) یعنی جو حکم آپ کو دیا گیا ہے اسے کھول کر لوگوں کو بتا دے اس کے ساتھ ہی یہ آیت بھی نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْن کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو (پیغام حق) کے ذریعہ ہوشیار کرو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے کوہ صفا پر آ کر قریش کے ہر ایک قبیلہ کو پکارا اور انہیں جمع کیا اور فرمایا کہ ’’اے قریش اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا لشکر جرار ہے جو تم پر حملہ آور ہونے کو ہے تو کیا تم اس بات پر یقین کرو گے۔‘‘ آنحضرت ﷺ کی بات سن کر سب نے بالاتفاق کہا۔ ’’ہاں ہم ضرور مانیں گے۔‘‘ انہوں نے آپ کی پہلی زندگی کو ایک صادق اور امین کے طور پر مشاہدہ کیا تھا بے اختیار ان کی زبانوں پر تھا ’’مَا جَرَّبْنَا اِلَّا الصِّدْق‘‘ کہ ہمارے تجربہ اور مشاہدہ میں تو آپ کے صدق کے سوا اور کچھ نہیں اس لئے آپ کی ہر بات ماننے کو تیار ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ وہ آپؐ کے صدق کی گواہی دینے پر شدید مخالف ہو گئے۔ مگر جہاں تک آپؐ کے اسلوب دعوت کا تعلق ہے وہ نہایت ہی موثر پُر حکمت اور سعید فطرت کے لئے پُر کشش تھا۔

رشتہ داروں کے لئے دعوت کا انتظام: آنحضرت ﷺ کی دعوت الی اللہ کا اک طریق یہ بھی تھا کہ ایک مرتبہ آپ نے حضرت علیؓ کے ذریعہ ایک دعوت کا انتظام کیا جس میں بنو عبد المطلب کے تقریباً چالیس نفوس شامل تھے۔ کھانا کھانے کے بعد جب آنحضرت ﷺ نے کچھ نصائح کرنا چاہیں تو ابولہب نے شور مچا دیا جس پر تمام لوگ منتشر ہو گئے اس کے بعد ایک اور دعوت کا انتظام کیا گیا جب سب لوگ جمع ہو چکے تو آپ انہیں یوں مخاطب ہوئے کہ:

> ’’اے بنو عبد المطلب میں تمہاری طرف وہ بات لے کر آیا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اچھی بات کوئی اپنے قبیلہ کی طرف نہیں لایا۔ میں تمہیں خدا کی طرف بلاتا ہوں اگر تم میری بات مانو تو تم دنیا کی بہترین نعمتوں کے وارث ہو گے۔ اب بتاؤ اس کام میں میرا کون مددگار ہو گا۔‘‘
>
> (طبری و خمیس بحوالہ سید الانبیاءؐ از شیخ عبد القادر صاحب)

آنحضرت ﷺ کی اس دعوت کا بھی کوئی حوصلہ افزا جواب نہ ملا۔ حضرت علیؓ کے علاوہ سب نے ہنسی میں بات ٹال دی۔ تاہم آپؐ کا کھانے کی دعوت دینا اور اس موقع پر دعوت الی اللہ بھی سنت ہے۔

آپؐ کی دعوت الی اللہ میں استقلال: آپ کی دعوت الی اللہ مسلسل جاری تھی اور مخالفت بھی عروج پر تھی۔ آپؐ کے چچا ابوطالب کے پاس مخالفین کے وفود جا رہے تھے کہ آپؐ ان کے معبودوں کو وَقُوْدُ النَّار اور حَطَبِ جَهَنَّم کہے جا رہے ہیں اور مشرکین کو رجس، پلید، شر البریہ، سفہا اور ذریت شیطان کہتے ہیں۔ سرداران قریش ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ اب تو معاملہ حد سے گزر گیا ہے اس لئے اب ہم صبر نہیں کر سکتے اگر اس کی حمایت سے دستبردار نہیں ہو سکتے تو ہم

سب مل کر تیرے ساتھ مقابلہ کریں گے۔ ابو طالب سخت گھبرائے اور آنحضرت ﷺ کو کہا کہ آپ ان باتوں سے رک جائیں ورنہ میں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ مگر آنحضرت ﷺ نے صاف جواب دے دیا کہ ”جس مقصد کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اس کے لئے میں بخوشی موت بھی قبول کرتا ہوں۔ موت کے ڈر سے اظہارِ حق سے رک نہیں سکتا۔ میری زندگی اس راہ میں وقف ہے۔ آپ مجھے پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہو جائیں میں اللہ کے احکام پہنچانے سے نہیں رکوں گا“۔ اس موقع پر آنحضور ﷺ نے دنیوی لالچوں کے مقابل پر فرمایا کہ ”اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند رکھ دیں۔ یعنی ناممکن کام بھی کر دکھائیں تو میں دعوت الی اللہ سے باز نہیں آؤں گا“۔ گویا آنحضرت ﷺ مخالفتوں کی پرواہ کئے بغیر اور دنیوی نعماء اور خزانوں کو ٹھوکر مارتے ہوئے بڑے استقلال سے دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔ اور آسمانی وعدہ پر یقین رکھا کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں (کی شرارتوں) سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

تاہم اس موقع پر آپ کی مستقل مزاجی کو دیکھ کر ابو طالب کا جواب بھی حوصلہ مندانہ تھا۔ آپ کا جواب سن کر ابو طالب کے آنسو جاری ہو گئے۔ کہا ”بھتیجے جا اپنے کام میں لگا رہ جب تک میں زندہ ہوں اور میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دیتا رہوں گا۔“

دعوت الی اللہ میں تکالیف اور صبر کا نمونہ: آنحضرت ﷺ کی زندگی کو بار بار خطرہ لاحق ہوا۔ آپ کے گلے میں پھندا ڈالا گیا۔ سجدے میں پڑے آپ کے اوپر اونٹ کی اوجڑی ڈال دی گئی طرح طرح کے دکھ دئے گئے قتل کے منصوبے بنائے گئے دشمنوں نے آپ کے باوفا صحابہ کو اپنے ظلم کا تختہ مشق بنایا بعض کو شہید بھی کر دیا گیا۔ ایک مرتبہ چند صحابہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ:

> ”یا رسول اللہ مسلمانوں کو قریش کے ہاتھ سے اتنی تکلیفیں پہنچ رہی ہیں آپ ان کیلئے بددعا کیوں نہیں فرماتے“ یہ الفاظ سنتے ہی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور بڑے جلال سے آپؐ نے فرمایا ”دیکھو تم سے پہلے وہ لوگ گزر چکے ہیں جن کا گوشت لوہے کے کانٹوں سے نوچ نوچ کر ہڈیوں تک صاف کر دیا گیا مگر وہ اپنے دین سے متزلزل نہیں ہوئے اور وہ لوگ بھی گزرے ہیں جن کے سروں پر آرہ رکھ کر انہیں دولخت کر دیا گیا مگر ان کے قدموں میں بھی لغزش نہیں آئی۔ دیکھو خدا اس کام کو ضرور پورا کرے گا حتّٰی کہ ایک شتر سوار صنعاء (شام) سے لے کر حضرت موت تک سفر کرے گا اور اس کو سوائے خدا کے اور کسی کا ڈر نہ ہو گا مگر تم جلدی کرتے ہو۔“ (خلاصہ از سنن نسائی)

یہاں صبر کی تعلیم دیتے ہوئے آپؐ نے استقلال سے دعوت الی اللہ جاری رکھنے کی نہ صرف ہدایت فرمائی بلکہ انہیں خوشخبری بھی دی کہ تم دیکھو گے اسلام کا غلبہ ہو گا اور شمال سے جنوب تک کے علاقے امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائیں گے۔

دعوت الی اللہ میں استقامت اور دعا: آنحضرت ﷺ اہل مکہ کی طرف سے قساوتِ قلبی کا سلوک دیکھ کر

طائف میں دعوت الی اللہ کے لئے تشریف لے گئے مگر دعوت الی اللہ کے اس سفر میں آپؐ پر ظلم وتشدد کی انتہاء کر دی گئی آپ کو اوباشوں نے پتھر مار مار کر اس قدر زخمی کیا کہ آپ کے پاؤں تک خون بہہ رہا تھا۔ ایک باغ کی منڈیر پر ذرا ستانے کے لئے بیٹھ گئے۔ فرشتہ حاضر ہوا اور اس بدقسمت بستی کو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالنے کے لئے اجازت طلب کی مگر آپؐ نے جو مجسم رحمت اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی رکھنے والے تھے۔ اس قوم کے ہدایت پانے کے لئے دعا کی۔ دعوت الی اللہ میں آپ کی استقامت موجب کرامت ثابت ہوئی اور طائف کی بستی نے ایسے غیور اور جانباز سرفروش پیدا کئے جو آنے والے دور کی زینت بنے۔

بادشاہوں کو خطوط کے ذریعہ دعوت الی اللہ: دعوت الی اللہ کرنے والوں کے دلوں میں خوف وخطر کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ خدائے واحد کے پرستاروں میں صرف اسی کا خوف جاگزیں ہوتا ہے ہمارے مقدس آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے زمانے کی سپر طاقتوں یعنی قیصر وکسریٰ تک کو دعوت دی اور خطوط کے ذریعہ انہیں پیغام حق پہنچایا مورخین نے ایسے خطوط کی تعداد جو بادشاہوں اور قبائل کے سرداروں کو حضور اقدسؐ کی طرف سے لکھے گئے چالیس تک بیان کی ہے چنانچہ کسریٰ شہنشاہ ایران، ہرقل قیصر روم، مقوقس شاہ مصر، نجاشی شاہ حبشہ، اور سردار بنوغسان وغیرہ کو خطوط لکھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس ذریعہ سے دعوت الی اللہ کا فرض نہایت احسن طور پر سرانجام دیا۔ ان خطوط کے بھی اچھے نتائج ظاہر ہوئے اور بادشاہوں کی ظاہری سج دھج میں آپ کے سفراء نے کمال جرات وحکمت سے پیغام حق پہنچایا۔ جب کہ سوائے کسریٰ شاہ ایران کے باقیوں نے اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیا اور اپنی قوم کے لئے خیر خواہی کے طالب ہوئے۔

یہ حقیقت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دعوت الی اللہ قرآن کریم کے فرمودات اور اصولوں کے مطابق حکمت، حسن اخلاق، نیک نمونہ، استقلال، صبر، استقامت، دعا اور بنی نوع انسان کے لئے بے انتہاء محبت وہمدردی پر محمول تھی۔ اس کا نتیجہ تھا کہ بہت ہی تھوڑے عرصہ میں بلادِ عرب امن وسلامتی کا گہوارہ بن گئے۔

فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں: آنحضرت ﷺ کی دعوت الی اللہ کے تمام ذرائع میں سے سب سے موثر آپؐ کی تاریک راتوں کی دعائیں تھیں جس سے ایک انقلاب برپا ہوا۔ حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''..........وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک **فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا**

اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔اللّٰھم صلی وسلم و بارك علیه وآله بعد دهمه وغمه و حزنه لهٰذه الامة وانزل علیه انوار رحمتك الی الابد"
(برکات الدعا روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۰-۱۱)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جانثارو! آج دین حق کی نشاۃ ثانیہ کا اہم کام آپ کے سپرد ہے۔اس فرض کی انجام دہی کے لئے ہمارے لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا اسوۂ حسنہ مشعل راہ ہے۔اور یہ امر واقعہ ہے کہ ہمارا سب سے اہم اور آخری ہتھیار دعا ہی ہے یہی وہ کارگر ہتھیار ہے جس سے روحانی انقلاب برپا ہوگا۔

محترمہ سلمٰی بیگم صاحبہ (اہلیہ چوہدری شبیر احمد صاحب) کی وفات

مورخہ ۱۳ راور ۱۴ رجون کی درمیانی شب محترمہ سلمٰی بیگم صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید ورکن خصوصی مجلس انصار اللہ پاکستان دس سال کی طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔انا للّٰہ و انا الیه راجعون۔

مرحومہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک رفیق محترم سردار عبدالحمید صاحب آڈیٹر محکمہ ریلوے کی صاحبزادی تھیں۔۱۹۴۵ء میں محترم چوہدری صاحب سے شادی ہوئی اس طرح ۵۶ سالہ رفاقت رہی۔چوہدری صاحب موصوف نے شادی کے بعد جب زندگی وقف کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو بہت خوش ہوئیں اور پورے اخلاص کے ساتھ اس وقف کو نبھانے میں معاونت کی۔بچوں کو دعا اور توکل الی اللہ کی طرف متوجہ رکھا۔نتیجۃً تمام بچے خدمت دین کر رہے ہیں۔مرحومہ کی اولاد میں بیٹے مکرم ظفر احمد سرور صاحب مربی امریکہ، مکرم فضیل احمد طاہر صاحب لندن، مکرم قمر احمد کوثر صاحب کارکن مجلس نصرت جہاں، اور بیٹیاں مکرمہ قمر النساء صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری حامد احمد صاحب لندن، مکرمہ بدر النساء صاحبہ اہلیہ مکرم حسن اقبال خان صاحب امریکہ، مکرمہ منصورہ فرحت رشید صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر رشید محمد راشد صاحب ماہر امراض چشم ربوہ ہیں۔

مرحومہ شادی سے پہلے ہی نظام وصیت میں شامل تھیں۔وصیت نمبر ۵۹۳۵ ہے۔سلسلہ سے محبت، خدمت دین میں مصروف اور مہمان نوازی نمایاں خوبیاں تھیں۔محترم چوہدری صاحب نے موصوفہ کے ذکر خیر پر یہ شعر کہے۔

نصف صدی سے زائد عرصہ ہم دونوں کا ساتھ رہا اس نے کڑوی بات کہی نہ میں نے کڑوا قول کہا
رنج سہے تو باہم مل کر، خوشیاں لوٹیں باہم مل کر عمر رواں کا لمحہ لمحہ باعثِ تسکین رہا

ادارہ اس سانحہ پر محترم چوہدری صاحب اور انکے تمام بیٹے اور بیٹیوں نیز دیگر عزیز و اقارب سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام عطا کرے آمین۔(ادارہ)

گھریلو معاشرت اور حسن سلوک کی اعلیٰ تعلیم

میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں

تحریر: مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب

معاشرتی زندگی کا آغاز دراصل ایک گھرانہ کے آغاز سے ہوتا ہے جو شادی کے ذریعہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا نام ہے۔ یہ ایک نہایت اہم اور مقدس معاہدہ ہے جو ایک مرد اور عورت کے درمیان طے پاتا ہے اور پھر ان دونوں پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کا لباس بن کر اسے پاک اور صاف رکھتے ہیں اور رنج دور کرتے ہیں یا اس کے تقدس کو پامال کرتے ہیں اگر اس کے تقدس اور روح کا خیال رکھیں تو یہ ایسے والدین کا کردار ہوگا جن کے قدموں میں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں: قرآن شریف ایسی کامل اور جامع تعلیم ہے کہ معاشرہ کی تعمیر و ترقی کے تمام ضروری امور کو نہایت شرح و بسط سے بیان کرتا ہے ازدواجی زندگی کے ہر پہلو کو ایسے لطیف اور احسن پیرائے میں ذکر کرتا ہے کہ اس کے مطالعہ سے انسان کی روح وجد میں آکر اس مقدس تعلیم کا طواف کرنے لگتی ہے گویا بزبان حال یہ کہتی ہے ''قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے'' مرد و عورت کے متعلق قرآن شریف کی یہ ایک آیت اپنے اندر وہ طاقت اور قوت رکھتی ہے کہ اس پر عمل کے نتیجہ میں انسانی زندگی جنت نظیر معاشرہ میں بدل سکتی ہے فرماتا ہے ''هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ'' (البقرہ) کہ وہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لئے بطور لباس ہو۔ لباس جہاں انسان کو ہر قسم کے موسمی حالات تغیرات سے محفوظ رکھتا ہے وہاں انسان کی کمزوریوں کو نہ صرف چھپاتا ہے بلکہ ریش لکم کہہ کر بتایا کہ وہ تمہارے لئے زینت باعزت اور وقار کا موجب بنتا ہے گویا قرآن کریم نے بہت عمدہ مثال سے مرد و عورت کو یہ تلقین کی ہے کہ وہ ایک دوسرے کی کمزوریوں کو چھپانے والے ایک دوسرے کے محافظ اور عزت قائم کرنے والے بنیں۔

حسن سلوک کی تعلیم: آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مومن مرد اپنی مومنہ بیوی کی کسی عادت کی وجہ سے جسے وہ پسند نہیں کرتا اس سے نفرت نہ کرے بلکہ وہ اس کی ان عادات پر نظر رکھے جو اسے پسند ہیں۔ (مسلم مشکوۃ باب عشرۃ النساء الفصل الاول)

پھر فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنی عورت کو اس طرح نہ مارے جیسے وہ غلام کو مارتا ہے پھر دوسرے وقت میں اس سے تعلق قائم کرتا ہے۔ (مشکوۃ باب عشرۃ النساء)

ایک موقعہ پر فرمایا: ''تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے اور اپنا نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا میں اپنے اہل کے لئے تم میں سے سب سے اچھا ہوں (ترمذی و ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ باب عشرۃ النساء الفصل الثانی)

حکیم بن معاویہ القشیری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری عورتوں کے ہمارے اوپر کیا حقوق ہیں فرمایا جب خود کھاؤ تو ان کو بھی کھلاؤ اور جب خود پہنو تو ان کو بھی پہناؤ اور ان کے منہ پر ہرگز نہ مارنا اور نہ ان سے قبیح اور بری بات کرنا (گالی گلوچ نہ دینا) اور اگر کبھی اس کی کسی بات سے ناراض ہو کر اس سے علیحدگی اور انقطاع کرنا ہو تو گھر میں ہی کرنا مراد یہ ہے کہ معمولی کی ایسی ناراضگیوں پر نہ اسے گھر سے نکالو نہ خود اسے چھوڑ کر گھر سے نکل جانا اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ تمہاری یہ علیحدگی تمہارے گھر میں یعنی چار دیواری کے اندر ہی رہنی چاہیئے اس کی خبر باہر کسی کو نہیں ہونی چاہیئے گویا دوسروں کے سامنے ایک دوسرے کی پردہ داری نہ کرنی شروع کر دینا اور اس لئے بھی کہ گھر کے اندر رہتے ہوئے یہ ناراضگی کی خلیج جلد دور کی جاسکتی ہے مگر جب گھر سے قدم باہر نکل گیا تو یہ عارضی جدائی اور وقتی ناراضگی لمبی فرقت اور ہمیشہ کی علیحدگی پر بھی منتج ہوسکتی ہے پس اسے گھر کے اندر ہی حل کرو۔ پیارے آقا کی یہ زریں نصیحت اجڑتے گھروں کو کیسے آباد کرتی اور ہنستا بستا گھر بنا سکتی ہے اور ٹوٹتے تعلقات کو کیسے ملانے اور جوڑنے کی طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔

بعض عورتیں زبان کی تیز ہوتی ہیں اور ان کی زبان کے نشتر بڑے بڑے صابروں کے سینے چھلنی کر دیتے ہیں۔ ایک ایسی ہی عورت کے خاوند نے آنحضورؐ سے شکایت کی کہ میری عورت زبان کی اچھی نہیں ہے فرمایا اسے طلاق دے دو اس صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے میرا ایک بیٹا ہے اور پھر ایک لمبے عرصہ سے ہم اکٹھے رہ رہے ہیں فرمایا اچھا پھر اسے نصیحت کرو سمجھاؤ بجھاؤ اگر اس میں خیر ہوگی تو وہ تمہاری نصیحت کو قبول کر لے گی لیکن دیکھو اپنی عورت کو لونڈیوں کی طرح نہ مارنا'' (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ باب عشرہ النساء الفصل الثانی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مومنوں میں سے کامل ایمان وہ لوگ ہیں جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھے ہیں اور جو اپنے گھر والوں سے سب سے زیادہ نرمی اور لطف و کرم سے پیش آنے والے ہیں۔''

(مشکوٰۃ کتاب الادب باب عشرۃ النساء الفصل الاول)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں سے حسن سلوک کرو وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں (یعنی ان کی فطرت میں ناز و نخرہ ہے جو بسا اوقات ان کی کجی کے طور پر دکھائی دیتا ہے) اور پسلی کا سب سے اونچا حصہ ہی سب سے ٹیڑھا ہوتا ہے پس اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے دوسری روایت میں ہے کہ اس کے توڑنے سے مراد اسے طلاق دینا ہے۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الادب باب عشرۃ النساء الفصل الاول)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کی تعلیمات: ان تعلیمات اور ان کی روشنی کو کل عالم میں پھیلانے اور قائم کرنے کے لئے خدا نے جسے امام الزمان بنایا یعنی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔

(۱) آپ کو الہام ہوا ''یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے...... عبدالکریم کو......'' فرمایا ''اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور

عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغا باز نہ ٹھہرو'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۷۵ حاشیہ)

(۲) ''مرد کا ایک فرض عورت کے مقابل زائد بھی ہے کہ مرد عورت کی تمام زندگی کے آسائش کا متکفل ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ (البقرہ:۲۳۴) یعنی یہ بات مردوں کے ذمہ ہے کہ جو عورتوں کو کھانے کے لئے ضرورتیں ہوں یا پہننے کے لئے ضرورتیں ہوں وہ سب ان کے لئے مہیا کریں اس سے ظاہر ہے کہ مرد عورت کا مربی اور محسن اور ذمہ دار آسائش کا ٹھہرایا گیا ہے اور وہ عورت کے لئے بطور آقا اور خداوند نعمت کے ہے۔'' (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۸)

(۳) ''عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے کہ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے عورتوں کے مردوں پر ہیں بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں گالیاں دیتے ہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں .... چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں'' (ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ ۳۰۰)

(۴) ''خاوند عورت کے لئے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے پس مرد میں جلالی اور جمالی رنگ دونوں موجود ہونے چاہئیں۔'' (ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۴۰۴)

(۵) ''فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں اور فرمایا ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور درحقیقت یہ ہم پر اتمامِ نعمت ہے اس کا شکر یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں'' (ایضاً صفحہ ۳۰۷)

(۶) ''..... یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جائے نہیں نہیں ہمارے ہادی کامل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو۔ اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو نہ یہ کہ ہر ادنیٰ ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے'' (ایضاً صفحہ ۴۰۳)

(۷) ''میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے (ایضاً صفحہ ۳۰۷)

ایک گھر میں میاں بیوی کے لئے یہ وہ اعلیٰ تعلیم ہے جس پر عمل پیرا ہو کر دونوں ایک دوسرے کے لئے سکینت و راحت کا موجب بنتے ہیں بلکہ مثالی والدین کی حیثیت سے اپنی اولاد کو بھی جنت کا وارث بناتے ہیں۔

نعت

وَرائے تخیل مقام آپؐ کا ہے
مگر عین دل میں قیام آپؐ کا ہے
یہ ہو مُرتعش کیوں نہ کون و مکاں میں!
زباں پر خدا کی جو نام آپؐ کا ہے
بھلا کیوں ہو خوابیدہ ساز "بـلٰی" وہ!
کہ مضراب جس پر پیام آپؐ کا ہے
ہیں سیراب سب "اَلعطش" کہنے والے
خدا جانے کیا چیز جام آپؐ کا ہے
ہمیں کیوں نہ ہو آرزوئے اَسیری!
کہ جب دامِ اُلفت ہی دام آپؐ کا ہے
فرشتوں کی کب ہے وہاں تک رَسائی!
کہ سِدرہ سے بھی اُونچا بام آپؐ کا ہے
سکندر کی بھی آنکھ ہے محوِ حیرت
دلوں کی یہ تسخیر کام آپؐ کا ہے
اثر آپ کی ہے یہ بانگِ درا کا
سدا قافلہ تیز گام آپؐ کا ہے
یہ اَرض و سَما، چاند تارے، وہ سورج
زِ "لولاک" یہ فیضِ عام آپؐ کا ہے
ہے نعت آپ کی یا شراب طہورا
عجیب کیف آور یہ جام آپؐ کا ہے
اسی میں ہے اسلام کی سربلندی
کہ ناچیز بندہ، غلام آپؐ کا ہے

عبدالسلام اسلام

دعا - ایک حقیقت ہے

از: مکرم منیر مسعود صاحب دارالسلام لاہور

دعا کے معنی ''پکار'' کے ہیں، ایک بندہ جب اپنے معبود کے حضور دعا کرتا ہے اس یقین کے ساتھ کہ وہ سمیع ہے، مجیب ہے اور مشکل کشا ہے دعا کہلاتی ہے- دعا کے بارہ میں فرماتا ہے کہ

(ترجمہ)''(اے رسول) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو جواب دے کہ میں ان کے پاس ہی ہوں- جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں سو چاہیے کہ وہ (دعا کرنے والے) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں- (سورۃ بقرہ)

عام مشاہدہ ہے کہ دنیاوی کاموں کے لئے اگر کسی حاکم کو درخواست دینا ہو تو کتنی بھاگ دوڑ کرنا پڑتی ہے- کئی واسطے تلاش کرنے پڑتے ہیں لیکن احکم الحاکمین خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے پاس درخواست کے لئے کہیں جانے کی ضرورت نہیں کسی سفارش کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم تو رگِ جان سے بھی قریب ہیں- لیکن شرط یہ ہے کہ میرا بندہ کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری کے ساتھ آئے اور مایوسی کو اپنے قریب پھٹکنے نہ دے کیونکہ میری رحمت وسیع ہے- یہ سبق ہمیں ماموز زمانہ نے دیا:

بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو　　مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

اس مشکل کشا اور زندہ خدا سے قوت وطاقت اور خیر و برکت حاصل کرنے کا ذریعہ سچی دعا ہے جس کے نتیجے میں رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا متکفل ہو جاتا ہے- ترمذی ابواب الدعوات میں ہے کہ حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں- کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا-

(ترجمہ)''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں- جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں- اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا اور اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس بندے کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا- اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا- اگر میری طرف وہ ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا- اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا-''

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ دعا سے معمور تھا- یہ آپ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جن کی وجہ سے عرب کے پشتوں کے بگڑے ہوئے لوگ نہ صرف انسان بلکہ خدا نما انسان بن گئے- آپ نے اپنی امت کو قبولیت دعا کے جو طریق سکھائے اس میں سب سے پہلا طریق یہ ہے کہ انسان دعا مانگنے کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھے کہ خدا اس کی دعا قبول کرے گا اگر اسے قبولیت دعا کا یقین نہیں تو کبھی بھی اس کی دعا قبول نہ ہوگی- ترمذی ابواب الدعوات میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ

بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(ترجمہ) ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہیے کہ وہ فراخی و آرام کے وقت بکثرت دعا کرے۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو اس لئے سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔''

حضرت مالک بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ترجمہ) ''جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں سامنے پھیلا کر مانگو ہاتھوں کو الٹا کر کے نہ مانگو اور جب تم دعا سے فارغ ہو جاؤ تو دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لو۔''

آپؐ نے نہ صرف یہ کہ قبولیت دعا کے طریق سکھلائے بلکہ آپ نے صبح دم بیدار ہونے سے لے کر دن بھر کی ضروریات زندگی سے پُر حیاتِ انسانی کے ہر موڑ پر حتّٰی کہ رات سو جانے کے لمحات کے وقت کام آنے اور خدا سے ملانے والی کوئی نہ کوئی دعا سکھلائی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے 'قبولیت دعا' کے عظیم الشان نشان سے نوازا۔ آپ نے دعاؤں کو انتہا تک پہنچایا۔ دعا کی کیفیت و ماہیت اور اس کی تاثیر و برکات کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب کے درمیان تعلق جاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس کے نزدیک ہو جاتا ہے'' (برکات الدعا روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۹)

''خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہئیے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۵۱-۳۵۲)

''نماز میں سورۃ فاتحہ نہایت موثر دعا ہے کیسی بدذوقی اور بے مزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہئیے کبھی تکرار آیت اياك نعبدو و اياك نستعين اور کبھی آیت اهدنا الصراط المستقيم اور سجدہ میں يا حيّ يا قيوم برحمتك استغيث۔ زندگی کا اعتبار نہیں۔ رات کو دعا کرو۔ صبح کو دعا کرو۔ جنگل میں جا کر دعا کرو جماعت کے ساتھ دعا کرو اور تنہائی میں دروازے بند کر کے دعا کرو۔''

''دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے۔ اس میں بڑی تاثیریں ہیں جہاں تک قضاء و قدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کوئی کیسا ہی مقصیت میں غرق ہو دعا اس کو بچا لے گی۔'' (اخبار الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء)

(ترجمہ از عربی عبارت) ''خوب یاد رکھو دعا وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ کی فتح کے لئے مجھے آسمان سے دیا گیا ہے۔ اور اے میرے دوستوں کی جماعت! تم صرف اس حربے سے غالب آ سکتے ہو'' (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۸۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ''قبولیت دعا'' کا جو نشان دیا گیا ہے خدا کرے ہر احمدی اس کا ثبوت اپنے وجود سے دیتا رہے اور متضرعانہ دعائیں کرنے والوں کو بھی جواب ملے۔ دُعَاءُكَ مُسْتَجَابٌ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سرزمینِ افغانستان کا تعارف

جہاں راہِ مولیٰ میں جاں نثاروں نے قربانی کی سعادت پائی-

از: مکرم سید حسن خان صاحب MITCHAM SURREY

(نوٹ: یہ مضمون مکرم سید حسن خاں صاحب ابن سید بازید خان مرحوم آف افغانستان نے تحریر کیا ہے موصوف حضرت سید احمد نور کابلی ...... کے نواسہ ہیں-)

افغانستان کا جغرافیہ: کبھی یہ ملک، پاکستان، ہندوستان اور روس کے مختلف حصوں کو ملا کر ایک ملک افغانستان کہلاتا تھا- مگر ایک سو سال پہلے اس ملک کی باقاعدہ حد بندی کا تعین کیا گیا- افغانستان کا کل رقبہ ۲۵۰۰۰۰ مربع میل ہے- یہ ملک مشرق سے مغرب تک ۷۰۰ میل اور شمال سے جنوب تک ۵۵۰ میل چوڑا ہے- یہ ملک چار بڑی ریاستوں کے درمیان گھرا ہوا ہے- یعنی شمال میں چین مغرب میں روس، مشرق میں پاکستان اور جنوب میں ایران واقع ہے- اگر اس ملک کے نقشہ کو دیکھا جائے تو یہ ایک پتہ کی شکل دکھائی دیتا ہے- اس ملک کا زیادہ رقبہ بلند و بالا اور سرسبز پہاڑوں پر مشتمل ہے- ان میں ہندوکش کے دیوقامت اور حسین وجمیل پہاڑ واقع ہیں- ان حسین پہاڑوں کا سلسلہ چین سے شروع ہو پاکستان کی سرحد تک پہنچتا ہے-

افغانستان میں دریائے کابل سب سے زیادہ مشہور ہے جو کہ افغانستان سے ہوتا ہوا پاکستان میں دریائے سندھ میں جاملتا ہے دریائے امور، دریائے ہیلمنڈ دریائے ہری رڈ ہے جس کی لمبائی تقریباً چھ سو پچاس میل ہے- اور دریائے فرہا ہیں- افغانستان سمندر سے بہت دور ہے اور اس کی کوئی بندرگاہ نہیں-

افغانستان کی تاریخ: افغانستان کے بارے میں تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل ایران کے دو قبیلے جن کا لیڈر سائرس (Syrus) تھا- اس نے افغانستان پر پانچ سو سال حکومت کی تھی- اس کے بعد سکندرِ اعظم اٹلی سے اٹھا اور یلغار کرتا ہوا افغانستان پہنچا اور ۳۳۰ ق م میں سارے افغانستان پر قابض ہو گیا- اس کے بعد مختلف حکمران آئے جیسے عرب، ترک، ہندوستانی، مغل اور پھر ایک جابر اور جنگجو حملہ آور چنگیز خان نے اس ملک کو فتح کیا اور بری طرح پامال کیا- افغان ایک جفاکش اور محنتی قوم ہے- اس ملک کی تاریخ لڑائیوں اور دنگا فساد میں اٹی پڑی ہے- پچھلی تاریخ کے مطابق اس ملک میں رہنے والے ازبک، ترکمانی اور تاجی (تاجکستانی) اور پختون یہاں پر صدیوں سے آباد ہیں- ایک زمانہ میں یورپین، ہندوستانی، ایرانی اور دیگر ممالک کے باشندے ہجرت کر کے یہاں آبسے تھے- اسی

طرح عربوں نے ادھر کا رخ کیا تھا اور یہاں پر اسلامی اقتدار قائم کیں۔ پھر مغل بادشاہوں میں ظہیر الدین بابر نے یہ ملک فتح کیا اور یہاں پر مغلوں نے دو سو سال حکومت کی۔ مغل بادشاہوں کی حکومت جب کمزور پڑی تو سترھویں صدی عیسوی میں ایرانی اور ہندوستانی اقوام پھر برسرپیکار ہوئیں۔ (افغانستان انگلش رائٹر مسٹر ہیڈری گلفورڈ ۱۹۸۰ء)

۱۷۴۷ء میں ایرانی جنرل کی وفات کے بعد احمد شاہ سدوزئی نے حکومت سنبھال لی اور قندھار کا علاقہ زیر نگیں کر لیا۔ قندھار کی فتح کے بعد وہ پورے افغانستان کا حکمران بن بیٹھا اور ''در دران'' کا لقب رکھ لیا۔ ایرانیوں اور ہندوستانیوں کی ہر روز کی لڑائیوں نے ملک کا امن تباہ کر دیا۔ ۱۸۳۸ء سے ۱۸۴۲ء تک انگریزی فوجیں افغانستان سے برسرپیکار رہیں۔ مگر بہادر اور غیور افغان قوم نے بے سروسامانی کے باوجود ان کے پاؤں جمنے نہ دیئے۔ جس کے نتیجہ میں برٹش افواج کو افغانستان سے بھاگنا پڑا۔ ایک وقت جب کہ روس اور برطانیہ اپنی اپنی اجارہ داریاں بڑھانے میں مشغول تھے تو روس نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر ترکستان اور بخارا کا علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ چنانچہ روس نے چند شرائط کے ساتھ اپنا ایک ایلچی افغانستان بھیجا ادھر انگلستان نے بھی اپنے ایجنٹ بھیجے مگر انگلستان اپنی چالوں میں ناکام رہا۔

۱۸۸۸ء میں روس اور افغانستان کے بارڈر کا تعین کیا گیا نیز ۱۹۰۷ء میں ایران اور افغانستان کے مابین بارڈر کا تعین ہوا۔ ۱۹۲۹ء میں ''بچہ سقہ'' نے اس وقت کے حکمران امیر امان اللہ کو اقتدار سے ہٹا کر اس ملک کی باگ ڈور خود سنبھال لی۔ بعد اس کے امیر امان اللہ کے کزن صدر محمد نادر خان نے بچہ سقہ کو قتل کر کے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ ۱۹۳۳ء میں اس کا بیٹا محمد ظاہر شاہ بادشاہ بنا جب کہ اس کی عمر صرف انیس سال تھی۔ اس حکومت کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس نے برسر اقتدار آ کر عوام کی خواہشات کو زیادہ سے زیادہ مدنظر رکھا اور حکومت میں شامل کیا۔ بلکہ اس نے باپ اور چچا کی پالیسیوں کے برعکس راستہ اختیار کیا۔ ۱۹۷۳ء میں جب کہ ظاہر شاہ اپنے نجی دورہ اٹلی پر تھا تو ایک فوجی لیفٹیننٹ جنرل محمد داؤد نے اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اور خود حکمران بن گیا۔ جس کو کمیونسٹوں کی مدد حاصل تھی۔ اس نے آتے ہی روسیوں کی منشاء کے خلاف ملک کو ڈیموکریٹک ریپبلک بنانے کا اعلان کر دیا۔ مگر جلد ہی اس کے متعلق عوام میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ وہ خود کمیونسٹ ہے اور ملک سے اسلام کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ جس سے اسلامی جماعتوں کو اس حکومت کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ پھر گیارہ ماہ کی حکومت کے بعد اس کا بھی وہی حشر ہوا جو باقیوں کا ہوا۔ ۱۹۷۹ء میں حفیظ اللہ نے روس کی پشت پناہی میں اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ترا کی کے محل میں داخل ہو کر ایک نئی حکومت کا اعلان کر دیا۔ حفیظ اللہ امین نے آتے ہی روسیوں کو دوٹوک جواب دیا کہ وہ افغانستان میں کمیونزم نہیں چلنے دے گا۔ جس سے روس کی حکومت سخت ناراض ہو گئی۔ بالآخر روس نے پانچ ہزار کی فوج سے بڑھا کر ۹۵۰۰۰ تک کر دیا چونکہ افغانستان ایک مفلوک الحال ملک ہے اس لئے روس جیسے اتنے بڑے ملک سے شانہ بشانہ ٹکر لینا مشکل تھا اس لئے روس سے گوریلا جنگ شروع کر دی گئی اور افغان پہاڑوں پر مورچہ بند ہو گئے۔ افغان گوریلوں نے روس کی رسد کو روکنے کے لئے خفیہ حملے شروع کر دیئے۔ ۱۹۸۰ء میں یو این او نے ایک ریزولیشن پاس کیا کہ روس کا حملہ ناجائز ہے اور روسی فوج کو افغانستان سے فوری نکلنے

کا حکم جاری کر دیا- ادھر امریکہ نے روس کو کمزور کرنے کے لئے خفیہ طور پر افغان گوریلوں کو پاکستانی حکومت کے ذریعہ جہاں اس وقت فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کی حکومت تھی، دھڑا دھڑا اسلحہ بھیجنا شروع کر دیا- اس سے پہلے روس کی افواج افغانستان کے بڑے بڑے شہروں پر قابض ہو چکی تھیں- پھر بھی افغان گوریلوں نے چار سال تک کی مسلسل جنگ کے بعد روس کو اس ملک سے ذلت اور رسوائی سے مار بھگایا- اس وقت افغانستان میں طالبان حکومت برسر اقتدار ہے جو آئے دن چھوٹی موٹی نجی جھڑپوں میں مشغول رہتی ہے- اس حکومت کو فی الحال پاکستان کی ہمدردیاں حاصل ہیں- دوسری طرف شاہ مسعود، حکمت یار اور گلبدین جیسے جنرل طالبان حکومت سے ہمیشہ برسرپیکار رہتے ہیں- ان سب کو غیر ممالک کی ہمدردیاں حاصل ہیں-

افغانستان کی آب و ہوا: یہاں کی آب و ہوا گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد ہے- مگر گرمیوں میں جتنی بھی گرمی پڑے راتیں ہمیشہ سرد ہی ہوتی ہیں- پہاڑوں پر دس مہینے برف پڑتی ہے- افغانستان کے جنوب مغرب اور شمال میں بڑے صحراء بھی واقع ہیں جہاں سے گرمیوں میں ان علاقوں میں شدید آندھیاں اٹھتی ہیں- جن کی رفتار ایک سو میل فی گھنٹہ سے بھی تجاوز کر جاتی ہے- جو گرد و پیش میں سخت تباہی لاتی ہیں اور خانہ بدوشوں کے خیموں کو اکھاڑ پھینکتی ہیں- پہاڑوں کے دامن میں جو وادیاں ہیں ان میں موسم کافی معتدل ہوتا ہے- ان جگہوں پر نومبر سے اپریل تک برف باری ہوتی ہے- گرمیوں میں عموماً بادل چھائے رہتے ہیں- نشیبی علاقوں میں لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں-

('افغانستان' انگلش رائز مسٹر ہینری گلفورڈ ۱۰۸۰)

کھیتی باڑی جنگلات اور جانور مویشی: یہاں کی مشہور فصلیں گندم، جو، چاول، مکئی اور جوار ہیں- اس کے علاوہ بہت سی سبزیاں بھی اگائی جاتی ہیں- اس ملک میں اعلیٰ قسم کی افیون کاشت کی جاتی ہے- جو کہ زیادہ تر ادویات کے استعمال میں لائی جاتی ہے- یہاں جنگلات بھی کافی پائے جاتے ہیں جن سے کارآمد لکڑی مہیا کی جاتی ہے- مگر بیرونی تعلقات کی کمی کی وجہ سے یہاں سے لکڑی باہر کے ممالک کو نہیں بھیجی جاتی-

افغانستان میں جنگلی بکرا، ریچھ، لومڑی، گیدڑ، غزال ہیں ایک زمانہ میں ببر شیر بھی پایا جاتا تھا مگر وہ شکاریوں کی نظر ہو چکا ہے- نیز گھوڑا، گدھا اور اونٹ بھی ہیں جو کہ بار برداری کے کام آتے ہیں- پالتو جانوروں میں بھیڑ، بکری اور گائے بھینس پائی جاتی ہے- اس ملک میں ایک مشہور کتا بھی پایا جاتا ہے- جسے افغانی لوگ ''کوچی'' کہتے ہیں جو کہ جسم میں گدھے کے برابر ہوتا ہے- نیز اس ملک میں قراقلی بھیڑ بھی پائی جاتی ہے- جو ریشم جیسی ملائم ہوتی ہے- اس کی تیار کردہ ٹوپیاں ساری دنیا میں مشہور ہیں-

افغانستان کے مشہور شہر: ہرات، غزنی، قندھار اور کابل اس ملک کے مشہور شہر ہیں جن کا مختصراً یہاں ذکر کیا جاتا ہے-

(۱) ہرات یہ بہت ہی قدیم اور مشہور شہر ہے۔ اس کی عمر کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سکندر اعظم کے افغانستان پر قابض ہونے سے پہلے سے آباد تھا۔ یہ شہر ایران اور ہندوستان کی اہم رسد گاہ تھی۔ یہاں پر ایک سڑک ہے جو کہ افغانستان کو ایران سے ملاتی ہے۔ یہ سڑک افغانستان پر حملہ آوروں کے لئے ایک اہم گزرگاہ تھی۔ ہرات ایک زمانہ میں تعلیمی لحاظ سے بہت مشہور شہر تھا۔ یہاں پر مساجد اور مدرسے قائم ہیں۔ ایک مسجد یا قلعہ ہے جس کے باہر مینار ہیں جو کہ ۱۴۰۰ء میں بنائی گئی۔ غالب یہ خیال ہے کہ یہ مشہور شاعر ''شاہ رخ'' کے نام پر تعمیر کیا گیا تھا۔ یہاں اس کا مزار بھی ہے جس کو گزرگاہ کہتے ہیں۔ ایک مشہور بزرگ ولی، عابد و زاہد شہاب الدین حامد الجامی کی آرام گاہ بھی ہے۔ آپ شیخ احمد معروف زادہ کے پوتے تھے۔ آپ کے بارے میں ایک مشہور فلاسفر اور سیاح 'ابن بطوطہ' کے سفر نامہ میں ذکر ہے .... یہاں حضرت عزراعیؑ کے بھی بے شمار ماننے والے آباد ہیں یہ شہر اپنی خوبصورتی میں لاجواب ہے جہاں پر جگہ جگہ پھول اور سبزہ ہے۔ یہاں کے باشندے صلاح وعفاف اور دیانت سے متصف ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے مذہب کے پیروکار ہیں، فساد سے بالکل پاک ہیں۔''

(سفر نامہ ابن بطولہ)

(۲) غزنی: یہ شہر ہزاروں سال پرانا ہے۔ ایک زمانہ میں یہ شہر ترکوں کا دارالحکومت تھا۔ اس زمانہ میں ترکوں نے بہت سی فتوحات کیں ان کا اثر ایران سے ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کے بعد چنگیز خان نے ان کی حکومت کو ۱۲۲۱ء میں ختم کیا۔ یہ شہر بھی ہرات کی طرح بے شمار شعراء اور فلاسفروں کی آماجگاہ تھی۔ عین ممکن ہے کہ اس شہر میں ابھی بھی ان شعراء کی نسلیں آباد ہوں۔

(۳) قندھار: تقریباً دو ہزار تین سو سال پہلے سکندر اعظم کے زمانہ میں اس شہر کا نام بھی اس کے نام پر اسکندر اعظم یا اسکندر آباد تھا۔ اسکندر اعظم کی وفات پر ایک سو سال گزرنے کے بعد اس شہر کا نام قندھار رکھا گیا۔ ۱۵۰۰ء میں مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر نے اس کو فتح کیا۔ اس سے قبل یہ بدھوں کی آماجگاہ بھی رہا ہے۔ یہاں پر حضرت محمدﷺ کا ایک ''چوغہ'' بھی رکھا گیا ہے۔ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس تبرک کو احمد شاہ سدزوئی عرب سے ۱۷۴۷ء میں لائے۔

(افغانستان ہنری گلفورڈ)

(۴) کابل: یہ شہر چار ہزار سال پرانا ہے۔ دو پہاڑوں کے درمیان واقع کابل شہر ۱۷۷۶ء سے افغانستان کا دارالخلافہ ہے۔ دریائے کابل شہر کے بیچ سے گزرتا ہے۔ اس کا مشہور قلعہ جس کا نام ''بالا حصار'' ہے۔ پانچویں صدی عیسوی میں تعمیر کیا گیا۔ یہ بھی تاریخ کے مطابق کئی دفعہ بنا اور اجڑا۔ ہزاروں سال پہلے یورپین قافلے جب ہندوستان اور چین کے دورے پر جاتے تو کابل میں ان کا ضرور پڑاؤ ہوتا۔ یہاں پر لوگ زیادہ تر کاروباری ہیں جو کہ میووں اور مصالحوں کے کاروبار کرتے ہیں.........

(افغانستان ہنری گلفورڈ)

کابل کی تاریخ کے بارے میں ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے کہ یہاں کے سب سے بڑے پہاڑ کا نام ''کوہ

سلیمان'' ہے نیز لکھتا ہے کہ' کہتے ہیں کہ نبی اللہ سلیمان علیہ السلام نے اس پہاڑ پر چڑھ کر سرزمینِ ہند کی طرف دیکھا تھا۔ اس وقت یہ تاریک پہاڑ تھا۔ اس لئے آپ وہاں سے پلٹ آئے اور اس پہاڑ میں داخل نہ ہوئے' اس لئے اس پہاڑ کا نام ''کوہِ سلیمان'' رکھ دیا گیا۔ (سفرنامہ ابنِ بطوطہ)

افغانستان میں مذاہب: افغانستان میں تقریباً ۸۰ فیصد آبادی سنی مسلم اور ۱۸ فیصد شیعہ مسلم ہیں۔ اس کے علاوہ اس ملک میں ہندو، سکھ، زرتشت اور لامذہب بھی پائے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' تحریر فرمائی اور پٹھانوں کو اسرائیلی النسل قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بادشاہ بخت نصر کے زمانہ میں بارہ یہودی قبیلے شام سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے۔ جن کو تعلیم دینے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں تشریف لائے، یہ لوگ ان کی تعلیم پر ایمان لائے۔ پھر اسلام کے ظہور کے بعد مبلغینِ اسلام کی تبلیغ سے اسلام کے نور سے منور ہوئے۔ یہاں زرتشت مذہب والوں کا عقیدہ ہے کہ ایک سچے مسیح کا ظہور ہونے والا ہے۔

افغانوں کے عادت واطوار: افغان قوم جفاکش ہونے کے ساتھ بہت مہمان نواز بھی ہے۔ ان کے گھر اگر کوئی دشمن بھی مہمان بن کر آجائے تو اس کی اسی طرح مہمان نوازی کرتے ہیں جیسے عام صورتوں میں کی جاتی ہے۔ مہمان اگر کسی وجہ سے دوسرے کے پاس چلا جائے تو یہ لوگ مرنے مارنے تک پہنچ جاتے ہیں۔ ان میں ''جرگہ'' یا پنچائیت کا رواج ہے۔ مظلوم کا حق دلانے کے لئے جرگہ کے ذریعے اس کا فوری فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ہر ضرورت مند کی ضرورت کا پورا کرنا اس جرگہ کا اولین فرض سمجھا جاتا ہے۔ اس قوم کی عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی اور اس کے بچوں کی کفالت کی خاطر اس عورت کی شادی اس کے فوت شدہ خاوند کے بھائی سے کر دی جاتی ہے یا فوت شدہ خاوند کے بھائی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی بھابھی سے شادی کر کے اس کی اور اس کے بچوں کی کفالت کا بیڑہ اٹھائے۔ اس قوم میں ''خان'' کا لفظ ایک لیڈر کے طور پر بولا جاتا ہے۔ خان اگر اپنے ضروری فرائض میں کوتاہی برتے یا ناانصافی کا مرتکب ہو تو اس کو اس لقب یا عہدے سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔

افغانستان میں احمدیت: افغانستان میں احمدیت کے بارے میں کیسے تعارف ہوا اور مخلصین کو کیسی کیسی عظیم الشان قربانیاں دینی پڑیں۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل تحریرات قابل توجہ ہیں: شاتانِ تُذبحانِ یہ الہام آپؑ کو حضرت میاں عبدالرحمٰن اور شہزادہ سید عبدالطیف کے بارے میں ہوا جو کہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ تا ۵۱۱ میں درج ہے آپؑ نے تذکرۃ الشہادتین میں یہ الہام درج فرمایا ہے۔

افغانستان میں سب سے پہلے حضرت میاں عبدالرحمٰن .... نے راہ مولیٰ میں قربانی دی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:

میاں عبدالرحمٰن مرحوم شاگرد مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رئیس اعظم ملک افغانستان

''مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب......... کی (قربانی - ناقل) سے اندازاً دو برس پہلے ان کے ایماء اور ہدایت سے میاں عبدالرحمٰن شاگرد رشید ان کے قادیان میں شاید دو یا تین مرتبہ آئے اور ہر ایک مرتبہ کئی کئی مہینہ تک رہے اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل کے سننے سے ان کا ایمان شہداء کا رنگ پکڑ گیا - اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے اور اتفاقاً ان کی حاضری کے ایام میں بعض کتابیں میری طرف سے جہاد کی ممانعت میں چھپی تھیں - جن سے ان کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ سلسلہ جہاد کا مخالف ہے - پھر ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ مجھ سے رخصت ہو کر پشاور میں پہنچے - تو اتفاقاً خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سے جو پشاور میں تھے اور میرے مرید ہیں ملاقات ہوئی - اور انہیں دنوں میں خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک رسالہ جہاد کی ممانعت میں شائع کیا تھا - اس سے ان کو بھی اطلاع ہوئی اور وہ مضمون ایسا ان کے دل میں بیٹھ گیا کہ کابل میں جا کر جا بجا انہوں نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست نہیں - کیونکہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کے حامی ہیں اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے ان کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں - تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبدالرحمٰن کو پہنچ گئی اور یہ بھی بعض شریر پنجابیوں نے جو اس کے ساتھ ملازمت کا تعلق رکھتے تھے - اس پر ظاہر کیا کہ یہ ایک پنجابی شخص کا مرید ہے جو اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اور اس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ انگریزوں سے جہاد درست نہیں - بلکہ اس زمانہ میں قطعاً جہاد کا مخالف ہے تب امیر یہ بات سن کر بہت برافروختہ ہو گیا اور اس کو قید کرنے کا حکم دیا - تا مزید حقیقت سے کچھ زیادہ حال معلوم ہو - آخر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ضرور یہ شخص مسیح قادیانی کا مرید اور مسئلہ جہاد کا مخالف ہے - تب اُس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا - کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے -''

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۷ - ۴۸ روحانی خزائن جلد ۲۰)

''خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ میں تجھے قتل سے بچاؤں گا - مگر تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہو گا یعنی بے گناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل کی جائیں گی - یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دی جاتی ہے اور کبھی گائیوں سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے سو خدا تعالیٰ نے اس جگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ استعمال کیا - کیونکہ بکری میں دو ہنر ہیں وہ دودھ بھی دیتی ہے اور پھر اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارے میں ہے کہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تئیس برس بعد پوری ہوئی اب تک لاکھوں کروڑوں انسانوں نے اس پیشگوئی کو میری کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں پڑھا ہو گا - اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ابھی میں نے لکھا ہے کہ بکری کی صفتوں میں سے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اس کا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے یہ دونوں صفتیں مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئیں - کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف اور حقائق بیان کر

کے مخالفوں کو دودھ دیا - گو بدقسمت مخالفوں نے وہ دودھ نہ پیا اور پھینک دیا اور ...... مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا - تا مخالف اس گوشت کو کھائیں اور اس خون کو پیویں یعنی محبت کے رنگ میں اور اس طرح اس پاک قربانی سے فائدہ اٹھاویں -'' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۷۲ تا ۷۳، روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحبزادہ عبداللطیف .... کی ایمانی حالت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ :-

''اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو'' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۰ روحانی خزائن جلد ۲۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''پھر ہم اصل واقعہ کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جب ...... مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنے کی فہمائش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا اور اس میں مولویوں کا فتویٰ درج کیا اور اس میں یہ لکھا کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے - تب وہ فتویٰ اخوندزادہ مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا - اور پھر امیر نے حکم دیا کہ ...... مرحوم کے ناک میں چھید کر کے اس میں رسی ڈال دی جائے اور اسی رسی سے ...... مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے - چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس میں رسی ڈالی گئی تب اُس رسی کے ذریعہ سے ...... مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ اور مع قاضیوں مفتیوں اور دیگر اہلکاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا اور شہر کی ہزار ہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے - اس تماشہ کے دیکھنے کے لئے گئی - جب مقتل تک پہنچے تو شہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا اور پھر اس حالت میں جب کہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دئے گئے تھے امیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر - تب ...... مرحوم نے جواب دیا کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں - مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہو گا - اور میں حق کے لئے مروں گا - تب قاضیوں اور فقیہوں نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہے - اس کو جلد سنگسار کرو - اس وقت امیر اور اس کا بھائی نصر اللہ خان اور قاضی اور عبدالاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے - اور باقی لوگ پیادہ تھے - جب ایسی حالت میں ...... مرحوم نے بار بار کہہ دیا کہ میں ایمان کو جان پر مقدم رکھتا ہوں تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ - کہ تم نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے - قاضی نے کہا آپ بادشاہ وقت ہیں - آپ چلا دیں تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتویٰ ہے - اس میں میرا کوئی دخل نہیں - تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا - جس پتھر سے ...... مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی - پھر بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا - پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزاروں پتھر اس ...... پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید

مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو- یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھا پتھروں کا جمع ہو گیا- پھر امیر نے واپس ہونے کے وقت کہا کہ یہ شخص کہتا تھا- کہ میں چھ روز تک زندہ ہو جاؤں گا- اس پر چھ روز تک پہرہ رہنا چاہئے- بیان کیا گیا ہے کہ یہ ظلم یعنی سنگسار کرنا ۱۴ جولائی کو وقوع میں آیا- اس بیان میں اکثر حصہ ان لوگوں کا ہے جو اس سلسلہ کے مخالف تھے جنہوں نے یہ بھی اقرار کیا کہ ہم نے بھی پتھر مارے تھے- اور بعض ایسے بھی اس بیان میں داخل ہیں کہ شہید مرحوم کے پوشیدہ شاگرد تھے- معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس سے زیادہ دردناک ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کیونکہ امیر کے ظلم کو پورے طور پر ظاہر کرنا کسی نے روا نہیں رکھا اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہت سے خطوط کے مشترک مطلب سے ہم نے خلاصۃً لکھا ہے- ہر ایک قصہ میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے لیکن یہ قصہ ہے کہ لوگوں نے امیر سے ڈر کر اس کا ظلم پورا پورا بیان نہیں کیا اور بہت سی پردہ پوشی کرنی چاہی- شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے- انــه مـن یات ربه مجرما فان له جهنم لا یموت فیها ولا یحیٰ (طٰہ: ۷۵) افسوس کہ یہ امیر زیر آیت من یقتل مومنا متـعـمداً (الـنـسـاء: ۹٤) داخل ہو گیا اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا اور مومن بھی ایسا کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے- ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں- جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے- اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے- (تذکرۃ الشہادتین ۵۸ تا ۶۰ روحانی خزائن جلد ۲۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ:

''اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا- اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے'' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۷۴ روحانی خزائن جلد ۲۰)

کچھ مزید حالات حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم:

''میاں احمد نور جو حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کے خاص شاگرد ہیں ۸ نومبر ۱۹۰۳ء کو مع عیال خوست سے قادیان پہنچے- ان کا بیان ہے کہ مولوی صاحب کی لاش برابر چالیس ۴۰ دن تک ان پتھروں میں پڑی رہی جن میں وہ سنگسار کئے گئے تھے بعد اس کے میں نے چند دوستوں کے ساتھ مل کر رات کے وقت ان کی نعش مبارک نکالی اور پوشیدہ طور پر شہر میں لائے اور اندیشہ تھا کہ امیر اور اس کے ملازم کچھ مزاحمت کریں گے مگر شہر میں وبائے ہیضہ اس قدر پڑ چکا تھا کہ ہر ایک شخص اپنی بلا میں گرفتار تھا- اس لئے ہم اطمینان سے مولوی صاحب مرحوم کا قبرستان میں جنازہ لے گئے اور جنازہ پڑھ کر وہاں دفن کر دیا- یہ عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب جب پتھروں میں سے نکالے گئے- تو کستوری کی طرح ان کے بدن سے خوشبو آتی تھی اس سے لوگ بہت متاثر ہوئے-'' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۲۶ روحانی جلد ۲۰)

''پھر جب ان کو سنگسار کرنے لگے تو یہ آیت پڑھی انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلمًا والحقنی بالصالحین (یوسف: ۱۰۲) یعنی اے میرے خدا تو دنیا اور آخرت میں میرا متولی ہے۔ مجھے اسلام پر وفات دے اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے۔ پھر بعد اس کے پتھر چلائے گئے اور حضرت مرحوم کو شہید کیا گیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون اور صبح ہوتے ہی کابل میں ہیضہ پھوٹ پڑا اور نصر اللہ خان حقیقی بھائی امیر حبیب اللہ خان کا جو اصل سبب اس خونریزی کا تھا اس کے گھر میں ہیضہ پھوٹا اور اس کی بیوی اور بچہ فوت ہو گیا اور چار سو ۴۰۰ کے قریب ہر روز آدمی مرتا تھا اور شہادت کی رات آسمان سرخ ہو گیا اور اس سے پہلے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مجھے بار بار الہام ہوتا ہے: اذھب الی فرعون انی معك اسمع واریٰ وانت محمد معنبر معطر اور فرمایا کہ مجھے الہام ہوتا ہے کہ آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اس شخص کی طرح کانپ رہی ہے جو تپ لرزہ میں گرفتار ہو۔ دنیا اس کو نہیں جانتی یہ امر ہونے والا ہے۔ اور فرمایا کہ مجھے ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ اس راہ میں اپنا سر دے دے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے۔ اور میاں احمد نور کہتے ہیں کہ مولوی صاحب موصوف ڈیڑھ ماہ تک قید میں رہے۔ اور پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ چار ماہ تک قید میں رہے یہ اختلاف روایت ہے اصل واقعہ میں سب متفق ہیں۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۸ روحانی خزائن جلد ۲۰)

(مزید حالات جاننے کے لئے دیکھیں ''حضرت صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کے چشم دید واقعات مصنف سید احمد نور کابلی مرحوم)

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف .... کے بعد ان کے گھر والوں میں سے ان کے چار بیٹوں کی اور ان کی بیگمات کی نیز اور عزیزوں کی قربانیاں بھی شامل ہیں۔ جن کو اس ظالم قوم نے اذیت ناک تکالیف دیں۔ ایک تو اس وقت کے حکمران نے ان کو قید و بند کی سلاخوں میں ڈالا نیز ان کو ملک بدر کیا۔ (دیکھو حضرت ابوالحسن قدسی مرحوم کے واقعات) ان اذیت اٹھانے والوں میں حضرت شہزادہ صاحب.... مرحوم کے سب سے چھوٹے بیٹے کی اس وقت عمر صرف ڈیڑھ سال تھی۔ اس کے علاوہ اور احمدیوں کو بھی بے انتہا تکالیف دیں۔ ان میں میرے نانا جان مرحوم سید احمد نور کابلی (رفیق) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور شاگرد خاص حضرت شہزادہ صاحب.... بھی تھے۔ ان کے علاوہ بے شمار رفقائے کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانیاں ہیں۔ ان سب کی قربانیوں کے سبب ہمیں امید ہے کہ یہ قوم ایک وقت ضرور احمدیت کے نور سے منور ہو گی۔ افغانستان ایک پر تشدد حکمت عملی اپنائے ہوئے ہے۔ اس ملک کی ترقی اور سلامتی اسی میں ہے کہ یہ قوم اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کو قبول کرے نیز اپنے باپ دادوں کے کئے ہوئے گناہوں کی معافی چاہے۔ ورنہ یہ ملک دن بدن تباہی اور بربادی کا شکار ہوتا چلا جائے گا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو سیدھا راستہ دکھائے

افغانستان کی موجودہ صورت حال: افغانستان میں تعلیم کا معیار بہت گرا ہوا ہے۔ جس کی بڑی وجہ اس ملک میں مسلسل جنگیں اور باہمی لڑائیاں ہیں۔ ملکی بجٹ کا صرف ۱۴ فیصد تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے۔ روس کی جنگ سے پہلے اس ملک

باقی صفحہ ۲۹ پر

یہ ہے اِک چاند دنیا گرد اس کے ایک ہالہ ہے

یہاں انسان اک دیکھا کہ دنیا سے نرالا ہے
زمانے بھر میں اس انسان کا بس بول بالا ہے
یہ ہے اک چاند دنیا گرد اس کے ایک ہالہ ہے
اِسی کے دم سے مانو آج دنیا میں اُجالا ہے

یہ اک چہرہ کسی بجلی کا جیسے ہو گیا لپکا
کسی کا یوں زمانے بھر میں کیسے ہو گیا چرچا
بھرے جنگل میں جیسے شیر- جیسے دن کا سورج ہے
جوانی میں کوئی لگتا ہے جیسے ہو گیا بوڑھا

نہ ہو ایمان تو بجلی کا یوں لپکا نہیں ہوتا
کسی کا یونہی دنیا میں کبھی چرچا نہیں ہوتا
ہو جس کا یار مولا وہ کبھی تنہا نہیں ہوتا
جہاں میں جذبۂ صادق کبھی بوڑھا نہیں ہوتا

بھلا اب بھی ہے تم میں حوصلہ انکار کا لوگو
کوئی دیکھا ہے بندہ آج ان اُفکار کا لوگو
کبھی آنکھوں میں شبنم اور کبھی آواز میں رِقّت
ہیں فولادی قدم اس کے جگر کہسار کا لوگو

مسیح وقت کی ساری دُعائیں ساتھ ہیں اس کے
خدا کی رحمتوں کی سب ادائیں ساتھ ہیں اس کے
سدا برسات ہے ملہار ہے اور سرمدی نغمے
ستارے چاند سورج اور ہوائیں ساتھ ہیں اس کے

مسلسل دائروں میں چل رہا ہے سب کو ملتا ہے
جہاں والوں چلے آؤ یہاں ہر زخم سِلتا ہے
ہر اک کے جانتا ہے دکھ ہر اک کے درد سہتا ہے
سحر انگیز شخصیت گلابوں جیسا کِھلتا ہے

حقیقت سی حقیقت ہے۔ کوئی سپنوں سا سپنا ہے
سمجھ لیجئے کہ یہ انسان بس اپنوں سا اپنا ہے
بہت ہی پُرکشش بیٹھی طلسماتی زباں اس کی
ہمارا کام تو دن رات اس کی راہ تکنا ہے

ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ ربوہ

بقیہ از صفحہ ۲۷

کی تعلیم کا معیار کچھ بہتر تھا۔ مگر موجودہ طالبان حکومت نے اس کی رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔ عورتوں کی تعلیم پر اور ان کے گھر سے باہر دفاتر وغیرہ میں کام کرنے پر مکمل پابندی عائد کر دی ہے۔ اسکولز میں فارسی اور پشتو پڑھائی جاتی ہے اور کالجز میں فارسی پشتوں کے علاوہ جرمن اور انگلش پڑھائی جاتی ہے اور بیالوجی، کیمسٹری، ریاضیات اور جغرافیہ وغیرہ کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ تعلیم کے لئے سہولتیں مہیا نہیں کرتی ملک تعلیمی لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔

صحت کا انتظام انتہائی ناقص ہے۔ عوام کو بنیادی ضروریات تک مہیا نہیں۔ ہسپتالوں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے اور مریضوں کو ضروری ادویات تک مہیا نہیں ہیں۔ پینے کے لئے پانی کا کوئی مناسب انتظام نہیں ہے اور نہ ہی یہ پانی پینے کے لئے مناسب ہے۔ جس سے ملک میں بیشار بیماریاں پائی جاتی ہیں۔ جن میں ہیضہ، ٹائیفائیڈ، ملیریا اور بے شمار جلدی بیماریاں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ملکی جنگوں اور آئے دن کی نجی جھڑپوں کی وجہ سے بہت سے لوگ معذور ہو جاتے ہیں ان کا بہتر طور پر علاج نہیں ہو پاتا۔ اس وجہ سے اس ملک میں بے شمار اپاہج پائے جاتے ہیں۔ ان سب کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔

زرتشتی مذہب کا تعارف

از: مکرم محمد احمد فہیم صاحب مربی سلسلہ احمدیہ

خدا تعالیٰ بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے ہمیشہ اپنی جانب سے مامور مبعوث فرماتا رہا ہے چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ فاطر میں ارشاد فرمایا وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (آیت ۲۵) یعنی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں (خدا کی طرف سے) کوئی ہوشیار کرنے والا نہ ہو۔

اس آیت کریمہ کی تشریح میں حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں۔

''کوئی قوم اور امت ایسی نہیں گذری جس میں کوئی نذیر نہ آیا ہو۔ پس اس میں شک نہیں کہ ابتداء میں ان تمام مذاہب کی بنیاد حق اور راستی پر تھی مگر مرور زمانہ سے ان میں طرح طرح کی غلطیاں داخل ہوگئیں یہاں تک کہ اصل حقیقت انہیں غلطیوں کے نیچے چھپ گئی'' (ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۱۰ صفحہ ۳۵۲)

حضرت زرتشت علیہ السلام بھی اپنی قوم کی طرف ہادی بن کر آئے۔ جب حضرت مسیح موعود سے زرتشت کے بارہ میں دریافت کیا گیا کہ کیا یہ خدا کے نبی تھے یا نہیں؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا:

''خدا تعالیٰ کے کل رسولوں پر ہمارا ایمان ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب کے نام اور حالات سے ہمیں آگاہی نہیں دی۔ اتنے کروڑ مخلوقات پیدا ہوتی رہی اور کروڑ ہا لوگ مختلف ممالک میں آباد رہے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یونہی چھوڑ دیا ہو اور کسی نبی کے ذریعہ سے ان پر اتمام حجت نہ کی ہو آخر ان میں رسول آتے ہی رہے ہیں پس ہم یہی مانتے ہیں کہ ہندوستان میں بھی خدا تعالیٰ کے پیغمبر گزرے ہیں اور ایران میں بھی ہوئے ہیں۔ اور دوسرے ممالک میں بھی ہوئے ہیں پس یہ بھی خدا کے نبی ہو سکتے ہیں۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۴ صفحہ ۸ مؤرخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۷)

زرتشتؑ جو کہ ایران کے ملک میں مبعوث ہوئے ان کے ماننے والے پارسی کہلائے جو اپنے کلام اور تعلیم کی بنیاد خدا تعالیٰ کے الہام پر رکھتے ہیں۔ ایک اور مقام پر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''حضرت عمرؓ نے پارسیوں کو اہل کتاب میں داخل سمجھا تھا اور ان کے ساتھ وہی سلوک کیا تھا جو اہل کتاب کے ساتھ کرنا چاہیئے اور حضرت علیؓ کا بھی یہی طریق تھا۔ ایسے جلیل القدر اصحاب کی رائے کی اس معاملہ میں قدر کرنی چاہیئے اس طرح ایک فیصلہ شدہ امر ہو جاتا ہے''

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۴ صفحہ ۸ مؤرخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... نے زرتشت علیہ السلام کو گذشتہ زمانہ کے چند انبیاء کی فہرست میں بیان فرمایا ہے

اور ایران کا راستباز نبی قرار دیا ہے۔ (نجات از حضرت مصلح موعود انوار العلوم جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۳۹ و ۴۱۸)

زرتشتؑ کے حالات زندگی: زرتشتؑ کے زمانہ کے بارہ میں محققین کا اختلاف رہا ہے۔ زمانہ حال کے محققین کی رائے کے مطابق آپ ۶۶۰ قبل مسیح میں پیدا ہوئے اور ۵۸۳ قبل مسیح میں انتقال ہوا۔ مغربی ایران کے رہنے والے تھے جائے پیدائش شہر ''رے'' ہے۔ انکے والد کا پورا نام وشتاسپ تھا اور سپتما خاندان میں سے تھے قوم کے مجوسی تھے فارسی میں اس کو مُغ کہتے ہیں اور انگریزی میں (Magus) کہا جاتا ہے چنانچہ اس قوم کو Magian کہتے ہیں جس کے معنی جادوگر کے ہیں۔

قدیم ایران میں ان پجاریوں کی ایک جماعت تھی جن کا تسلط عوام پر تھا اس سے معلوم ہوا کہ زرتشتؑ کا خاندانی تعلق بھی اسی گروہ سے تھا۔ زرتشت نے اپنے زمانہ کے مشہور استاد حکیم بزا کرزا سے تعلیم حاصل کی دس سال کے قلیل عرصہ میں متعدد علوم مذہب، زراعت، گلہ بانی اور علم جراحی کے ماہر ہو گئے۔

زرتشتؑ نے جوانی میں قدم رکھتے ہی اپنے آپ کو خدمت خلق کے لئے وقف کر دیا۔ مصیبت زدہ اور مفلوک الحال لوگوں کی خدمت ان کا محبوب مشغلہ تھا ان کے والدین کی یہ خواہش تھی کہ ان کا لڑکا آبائی پیشہ اختیار کر لے لیکن زرتشتؑ کا دل اس طرف مائل ہی نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے سامنے ایک بلند نصب العین تھا۔ جوانی کے زمانہ سے ہی اپنے آبائی مذہب سے غیر مطمئن تھے۔ وہ جان و دل سے حقیقت کی طرف راغب ہوئے بیس سال کی عمر میں گھر بار کو خیر باد کہہ کر سیالان پہاڑ میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اسی دوران تیس سال کی عمر میں آپ کو معراج نصیب ہوا اور آپ نے براہ راست اہورمزدسے وہ الفاظ حاصل کئے جو اس کی تعلیمات اور گاتھا کی بنیاد ہیں۔ گاتھا وہ مقدس منظومات ہیں جو زرتشتؑ نے لکھی تھیں۔

زرتشتؑ نے توحید کی اشاعت اور شرک کی مخالفت میں انتھک کوشش کی دس سال کی لگاتار کوشش کے بعد صرف آپ کا چچیرا بھائی ہم خیال بن سکا۔ وجہ یہ تھی کہ ان کی تعلیمات کا تعلق غیر مرئی قوت سے تھا۔ جب کہ لوگ ایسے معبود کو پسند کرتے تھے جنہیں وہ دیکھ سکیں اور ہاتھوں سے چھو سکیں۔

جب عوام نے زرتشتؑ کی آواز پر کان نہ دھرے اور سرد مہری کا ثبوت دیا تو وہ توحید کا پیغام لے کر بلخ کے بادشاہ گشتاسپ سے ملنے گئے۔ بادشاہ کے درباری علماء سے مناظرہ کیا جو تین دن اور تین رات جاری رہا۔ جس میں زرتشتؑ نے اپنی تعلیمات کو دلائل کے ساتھ بیان کیا اور اس وقت کے مروجہ عقائد کا بطلان ثابت کیا۔ بادشاہ نے زرتشتؑ کی تعلیم کو قبول کر لیا اس کے بعد یہ مذہب تیزی سے ترقی کرنے لگا۔ اشاعت کے لئے دور دراز ممالک میں مبلغ بھیجے زرتشتؑ نے شاہ ایران کی مدد سے اپنے مذہب کو توران میں پھیلانا چاہا جس کے نتیجہ میں دونوں ملکوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور دونوں ملکوں میں جنگ چھڑ گئی زرتشتؑ کو ایک تورانی سپاہی نے پیٹھ میں خنجر مار کر قتل کر دیا۔ (دنیا کے بڑے مذہب از عماد الحسن فاروقی صفحہ ۱۶۲)

چند بنیادی عقائد کا بیان: زرتشتؑ کے بیان کردہ عقائد و تعلیمات اسلامی تعلیمات سے ملتے جلتے ہیں۔

۱- خدا تعالیٰ کی ہستی کا نظریہ: زرتشتؑ اللہ تعالیٰ کے متعلق فرماتے ہیں:

''تو ہی خدا ہے یہ میں جانتا ہوں اے قادر مطلق تو ہی اول ہے جب زندگی نے جنم لیا انسان کے ہر خیال، قول اور فعل کا پھل ہے جس طرح تیرے ابدی قانون میں مرقوم ہے کہ برائی کا انجام برا ہے اور اچھائی کا انجام اچھا ہے قیامت تک تیری مصلحت کے تحت یہ بات مقرر ہو چکی ہے''

پھر فرمایا:

''لوگوں سے کہو تم ان آنکھوں سے خدا کو نہیں دیکھ سکتے اس کی دید کے لئے دوسری آنکھیں چاہئیں''

(دساتیر صفحہ ۱۰۷)

خدا تعالیٰ کے ازلی ہونے کے بارہ میں فرمایا:

تو ہی پہلی وہ ہستی ہے جس سے پیشتر کوئی ہستی نہیں ہو سکتی (دساتیر صفحہ ۶۶)

پھر فرمایا:

''وَمَن نزدیک تر تراازم توام (دساتیر صفحہ ۱۲۲)

یعنی میں تمہاری ذات سے بھی تم سے زیادہ قریب ہوں۔

۲- ملائکہ کے متعلق عقیدہ: زرتشت ملائکہ کے وجود کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں:

''ملائکہ وہ خارجی ہستیاں ہیں جو ہماری روحانی اور جسمانی ربوبیت کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان وسائط ہیں''

پھر لکھتے ہیں:

''سروشان بے شمار اند'' (دساتر صفحہ ۶)

یعنی ملائکہ بے شمار ہیں۔

۳- رسولوں کی ضرورت کے متعلق نظریہ: پیغمبروں کی ضرورت و بعثت کے متعلق زرتشتؑ فرماتے ہیں:

''پیغمبر اس لئے چاہئے کہ لوگ کاروبار زندگی میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں ان کے لئے ایسے مرتبان شرائع کی ضرورت ہے جنہیں سب لوگ مان لیں تاکہ باہمی لین دین میں ظلم و ستم نہ ہو کوئی دھوکہ اور فریب نہ ہو اور نظام عالم درست رہے اور یہ موسسین قانون خدا کی طرف سے ہونے چاہئیں تاکہ عام لوگ ان کو یکساں قبول کریں اسی بناء پر پیغمبر مبعوث ہوتا ہے'' (نامہ شت وخشور آیات ۴۵ تا ۴۹)

شناخت پیغمبر کے متعلق فرمایا:

''تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہم پیغمبر کو کیسے اس کے قول اور فعل میں صادق سمجھیں؟ اس سے کہہ کہ جو کچھ وہ جانتا ہے دوسرے نہیں جانتے اور وہ تمہاری فطرت سے اطلاع دے اور جو کچھ اس سے پوچھا جائے اس کے

جواب میں عاجز نہ ہو جو وہ کرے دوسرے نہ کر سکیں'' (نامہ شت وخشور آیات ۵۰ تا ۵۴)

۴- جنت و دوزخ کے متعلق ایمان: زرتشت بعث بعد الموت اور جنت و دوزخ کے قائل تھے وہ فرماتے ہیں:

''چوں فرو دین تن گزارد در سروشستانش رسانم'' (دساتیر صفحہ ۱۳)

یعنی جب کوئی نیک آدمی جسم کو چھوڑتا ہے تو میں اسے بہشت میں پہنچا دیتا ہوں۔

پھر لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ بہشتیوں کو جو جسم عطا کرتا ہے وہ نہ تو ریزہ ریزہ ہوگا اور نہ پرانا نہ تھکے گا نہ اس میں کوئی گند پیدا ہوگا۔ (ایضاً)

پھر فرمایا:

''درآں خورم آباد جاوید پائند'' کہ وہاں انسان ہمیشہ رہیں گے (دساتیر صفحہ ۱۲)

دوزخ کے متعلق فرمایا:

''نجات پانے والے جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور دوزخ میں گنہگاروں کو ان کی برائیاں آگ کی صورت میں جلائیں گی۔ ٹھٹھرنے والی اور ٹھنڈا کرنے والی برف سانپ اور بچھو اور دوسرے موذی زہریلے جانور عذاب دیں گے'' (ایضاً)

اخلاقیات کے بارہ میں تعلیم: زرتشتؑ نے افکار اور خیالات کی پاکیزگی پر بہت زور دیا ہے کیونکہ انسانی اعمال افکار کے ہی تابع ہوتے ہیں۔ اگر انسان کے افکار میں پاکیزگی اور صفائی آجائے تو اعمال میں درستی خود بخود آجاتی ہے۔ زرتشتؑ کی اخلاقی تعلیم میں راستی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ہیروڈوٹس کا بیان ہے کہ بچوں کو نہایت کم سنی میں دو چیزیں سکھلائی جاتی تھیں اول سچ دوئم تیراندازی۔ جھوٹ بولنا بدترین گناہ تھا جو مقروض ہونے سے بھی زیادہ برا سمجھا جاتا تھا۔ زرتشتؑ نے مالی امداد پر بہت زور دیا ہے ان کا قول ہے ''جو شخص مالدار ہو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے فاضل مال کے ذریعے دوسروں کی مدد کرے اور اعلیٰ تعلقات کے قیام کیلئے عمدہ کام انجام دے لیکن وہ اس امداد میں خندہ پیشانی کو ضروری بتلاتے ہیں۔''

زرتشتؑ رہبانیت کے شدید مخالف تھے اور شادی کو ضروری قرار دیتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے ''اے اسپتما زرتشت وہ شخص جس کی بیوی ہو اس شخص سے بدرجہا بہتر ہے جس کی بیوی نہ ہو اور ایسا شخص جو خاندان رکھتا ہے اس سے بہتر ہے جس کا کوئی خاندان نہ ہو۔

ایک مورخ پروفیسر گرنڈی زرتشتی مذہب کے بارہ میں لکھتے ہیں:

''اس کا مذہب حقیقت اور عمل کا مذہب تھا یونانی مذہب کی طرح رسموں اور ریتوں کا مذہب نہ تھا۔ اس نے مذہب کو ایرانیوں کی روزانہ زندگی کی ایک حقیقت بنا دیا اور اخلاق اس مذہب کا مرکزی عنصر تھا''

(یونیورسل ہسٹری آف دی ورلڈ جلد [illegible] صفحہ ۱۱۳)

زرتشتؑ کے بعد: زرتشتی مذہب شاہان خورس اور دارا کے عہد (چھٹی اور پانچویں صدی ق-م) میں اپنے نقطہ عروج پر تھا- زرتشتؑ کی وفات کے ڈھائی سو سال بعد ۳۳۱ ق م میں سکندر اعظم نے ایران پر حملہ کیا- شراب کے نشے میں دھت ہو کر مقدونی فاتح نے پریسپولس (Persepolice) کے عظیم کتب خانہ کو جہاں زرتشتی مذہب کی کتب مقدسہ تھیں نذر آتش کر دیا- ایرانی نبی کے مذہب پر یہ کاری ضرب تھی زرتشتی عالم اپنی جانیں بچانے کے لئے پہاڑوں کی غاروں میں جا چھپے آخر کار جب زرتشتی مذہب کا احیاء ہوا تو زرتشتی حافظوں کی مدد سے کتب مدون کی گئیں جبکہ بعد میں لکھی گئی کتب میں تبدیلی واقع ہوئی ہے- زرتشی مذہب کا دوسرا سنہری دور تیسری صدی عیسوی میں ساسانی خاندان کے عروج کے ساتھ شروع ہوا- شاہ ارتبانس (Artabnus) اسی خاندان کا بانی مبانی تھا زرتشی کتب تالیف کروائی گئیں اور پہلوی زبان میں تراجم ہوئے- یہی مذہب ایران کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا اور اسلام کے ظہور تک یہی مذہب رائج رہا- زرتشتی زیادہ تر ایران اور ہندوستان کے علاقوں میں آباد ہیں-

مذہبی کتب: قدیم ایرانیوں کی مذہبی کتب میں دو دفتر اہم ہیں ایک دساتیر اور دوسرے ژند اوستا ان کتب کے دو حصے ہیں۔(۱) خورد

دساتیر اور کلاں دساتیر (۲) خورد اوستا اور کلاں اوستا- اوستا کے مزید پانچ حصے ہیں ۱- یاسنا ۲- گاتھا ۳- دسپرد ۴- وپندیداد ۵- یاشت خاص طور پر اہم ہیں- ان کتب میں عبادت اور قربانی کے احکام ہیں اور حمد و مناجات پر مشتمل منظوم کلام بھی ہے-

ماہنامہ انصار اللہ کی شرح چندہ میں اضافہ

تمام انصار احباب اور عہدیداران کی خدمت میں گذارش ہے کہ کاغذ، ڈاک خرچ اور دیگر متفرق اخراجات بڑھ جانے وجہ سے ماہنامہ انصار اللہ کی شرح چندہ میں یکم جولائی ۲۰۰۱ء سے مجبوراً اضافہ کیا گیا ہے- جو حسب ذیل ہے-

پاکستان	:	سالانہ ۱۰۰ روپیہ	فی پرچہ = ۱۰ روپے
امریکہ، آسٹریلیا	:	سالانہ ۳۰ ڈالر امریکن	By Air Mail
کینیڈا	:	۵۰ ڈالر کینیڈین	" " " "
یورپ، افریقہ دیگر ممالک	:	۱۵ پونڈ	" " " "
جرمنی	:	۵۰ مارک	" " " "

(قائد اشاعت)

مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کی سالانہ پکنک

(رپورٹر)

مورخہ ۲۰ جون ۲۰۰۱ء بروز بدھ قیادت صحت جسمانی کے زیر اہتمام احمد نگر کے قریب واقع حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی بارہ دری اور تفریح گاہ پر مجلس عاملہ انصار اللہ کی سالانہ پکنک منائی گئی۔ جس میں مجلس عاملہ کے اراکین کے علاوہ مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی اور مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے بھی شرکت فرمائی۔

اگر چہ یہ پروگرام ظاہری طور پر تو یَرْتَعْ وَیَلْعَبْ کا تھا مگر قدم قدم پر سیر روحانی کا اور حسن قدرت کے مشاہدات کا منظر بھی دلوں کو لبھانے کا موجب بن رہا تھا۔ اس پروگرام میں شرکت کے لئے جملہ اراکین چھ بجے بعد عصر بارہ دری پہنچے پروگرام کا سب سے دلچسپ حصہ بیڈمنٹن کے نمائشی میچ تھے جس میں مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس اور مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نائب صدر کے علاوہ مکرم محمد اسلم شاد صاحب قائد عمومی، مکرم پروفیسر منور شمیم خالد صاحب، مکرم لطیف احمد صاحب جھمٹ، مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب، مکرم قریشی عبدالجلیل صاحب، مکرم منصور احمد عمر صاحب، مکرم خالد محمود الحسن صاحب، مکرم منیر احمد بسمل صاحب انچارج ایم ٹی اے اور مکرم خالد احمد صاحب سدھو نے بھر پور حصہ لیا جب کہ دیگر احباب کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور گاہے گاہے اپنے Comments سے شائقین کو محظوظ کرتے رہے مگر کچھ وہ بھی تھے جنہوں نے یہ موقعہ بھی علمی گتھیوں کو سلجھاتے ہوئے گزارا۔ اسی دوران بعض اراکین نے خوبصورت گراسی پلاٹس میں چہل قدمی کی اور رنگا رنگ پھولوں پودوں سے قدرت کی رعنائیوں کا مشاہدہ کیا اسی طرح بعض سوئمنگ پول میں پیراکی سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد احباب کو نہایت پُر تکلف کھانا پیش کیا گیا۔ ازاں بعد ایک دوست نے کچھ مزاحیہ خاکے پیش کئے اور مکرم منور احمد جاوید صاحب نے جماعت کے ایک معروف شاعر میجر منظور احمد صاحب ساہیوال کی غزل خوش الحانی مگر نہایت دھیمے اندازِ ترنم میں سنائی۔ جس کے دو اشعار یہ تھے۔

تمہیں بتاؤں کہ راز کیا ہے نشیب کیا ہے فراز کیا ہے
جو دے سکے اس سے مانگتا ہوں میں ایک ہی در سے آشنا ہوں

آخر میں مکرم قریشی عبدالجلیل صاحب قائد ذہانت وصحت جسمانی نے مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ کی اس پکنک میں خاص دلچسپی اور دلجوئی کرنے کا شکریہ ادا کیا۔ موصوف کے یہ جذبات تشکر انگریزی زبان میں ڈھلے خلوص و محبت کو ظاہر کر رہے تھے۔ انہوں نے مہمانانِ خصوصی، اراکین اور ڈیوٹی پر مامور احباب خصوصاً سید قاسم احمد شاہ صاحب اور ان کے سب معاونین کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے دعا کروائی اور سب احباب کی ۹:۳۰ بجے شب واپسی ہوئی۔

مجلس انصار اللہ امریکہ کی مطبوعات

از: سید ساجد احمد (قائد اشاعت مجلس انصار اللہ ریاستہائے متحدہ امریکہ)

مجلس انصار اللہ امریکہ ملکی ضروریات کے موافق وقتاً فوقتاً مطبوعات کا اہتمام کرتی رہتی ہے جن میں مستقل شائع ہونے والے رسائل، کتب اور پوسٹر ہیں۔ ان مطبوعات کا بنیادی مقصد تعلیم تربیت اور دعوت الی اللہ ہے۔

(۱) ماہنامہ انصار اللہ اور سہ ماہی النحل: مجلس انصار اللہ دو مستقل مطبوعات شائع کرتی ہے۔ ماہنامہ انصار اللہ اور سہ ماہی النحل۔ ماہنامہ انصار اللہ مجلس انصار اللہ امریکہ کی خبروں، اعلانات اور رپورٹوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ملک بھر کے سب انصار کو مفت بھیجا جاتا ہے یہ ماہنامہ عموماً چار بڑے صفحات پر مشتمل ہے انگریزی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ سہ ماہی النحل بھی انگریزی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ اور ۲۴ صفحات یا کبھی اس سے زائد صفحات پر مشتمل ہوتا ہے اس میں تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مضامین شائع ہوتے ہیں ایک مقبول موضوع جو اکثر النحل میں شامل ہوتا ہے ''میں نے (دین حق) کیسے قبول کیا ہے'' ایمان افروز واقعات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ رسالہ امریکہ کے سب انصار کو بلا معاوضہ مہیا کیا جاتا ہے دیگر احباب ۱۰ ڈالر سالانہ پر حاصل کر سکتے ہیں بیرون ملک کے لئے زرمبادلہ ۱۵ ڈالر ہے احمدیہ اور دیگر لائبریوں کو یہ رسالہ بلا معاوضہ ان کی درخواست پر مہیا کیا جا سکتا ہے اسی طرح بیرونی مجالس انصار اللہ بھی یہ رسالہ طلب کر سکتی ہیں۔

(۲) نماز مومنوں کی معراج ہے مجلس انصار اللہ امریکہ نے اس سلسلہ میں "24 * "18 سائز کا پوسٹر شائع کیا گیا ہے۔ پوسٹر موٹے کاغذ پر شائع کیا گیا ہے تا کہ اسے دیوار پر آویزاں کیا جا سکے پوسٹر میں نماز کے الفاظ عربی میں دیئے گئے ہیں پھر انگریزی میں انہیں پڑھنے کا طریق درج کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان الفاظ کا انگریزی میں ترجمہ دیا گیا ہے یہ تینوں مختلف رنگوں میں چھاپے گئے ہیں نماز کے الفاظ کے ساتھ نماز کے مختلف ارکان کو ادا کرنے کا طریق تصویروں میں دکھایا گیا ہے۔ یہ پوسٹر سب چھوٹوں بڑوں کے لئے نماز سیکھنے کے لئے فائدہ مند ہے اور دیگر احباب کو بھی تحفہ دیا جا سکتا ہے۔

(۳) WORDS OF WISDOM: ارشادات رسول ﷺ ہر ایک کے لئے مشعل راہ ہیں۔ مجلس انصار اللہ امریکہ نے احادیث پر مشتمل کتاب WORDS OF WISDOM شائع کی ہے۔ یہ احادیث روزمرہ معاملات سے تعلق رکھتی ہیں کتاب کے بائیں طرف حدیث عربی زبان میں حوالہ کے ساتھ دی گئی ہے۔ حدیث کے نیچے آسان زبان میں اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ دائیں صفحہ پر اوپر حدیث کو پڑھنے کا طریقہ انگریزی زبان میں درج کیا گیا ہے۔ جس کے نیچے حدیث کا

انگریزی زبان میں ترجمہ درج کیا گیا ہے۔ کتاب کے شروع میں حدیثوں سے پہلے، کتب احادیث اور ان کے جمع کرنے والوں کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات تاریخ وار جمع کئے گئے ہیں اس کتاب کا افتتاحیہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ کتاب تین سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے کتاب اعلیٰ کاغذ پر شائع کی گئی ہے اور اس کا ہدیہ پانچ ڈالر ہے۔

(۴) SYNOPSIS OF PREACHING: جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت کے لئے مجلس نے کتاب SYNOPSIS OF PREACHING شائع کی ہے۔ یہ کتاب مولانا عطاء اللہ کلیم مرحوم کی تحریر فرمودہ ہے اور اس میں دیگر مذاہب سے متعلقہ اختلافی مسائل کا ذکر ہے۔ ہر مسئلہ پر متعدد مستند حوالے ہیں۔ صفحات ۱۲۰، اور قیمت دو ڈالر ہے۔

(۵) RAZZAQ AND FARIDA: جماعت احمدیہ کے معروف رکن ڈاکٹر یوسف لطیف صاحب کی تحریر کردہ کتاب RAZZAQ AND FARIDA مجلس انصار اللہ نے بچوں کی تربیت کے لئے شائع کی ہے۔ کہانی کے ہر دوسرے صفحہ پر بچوں کے ہاتھ کی بنائی رنگین تصاویر ہیں۔ ۲۴ صفحات پر مشتمل اور قیمت ۵۰/ ۱ ڈالر ہے۔

(۶) دس شرائط بیعت: ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ دس شرائط بیعت ہمیشہ مدنظر رکھے اور اپنی زندگی کا مطمع نظر بنائے۔ انگریزی میں جیبی سائز نہایت دیدہ زیب عمدہ کاغذ پر طبع ہوئی ہیں۔

(۷) رسالہ AN-NAHAL کے خصوصی نمبر: پچھلے چند سالوں میں مجلس نے النحل کے کئی خصوصی نمبر شائع کئے ہیں۔ (۱) براعظم امریکہ میں جماعت کے پہلے مبلغ حضرت مفتی محمد صادق .... کے حالات پر مشتمل خصوصی شمارے یادگار تصاویر اور واقعات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس کی قیمت دو ڈالر ہے۔ (۲) ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم ایک عالمی مایہ ناز سائنسدان تھے۔ ان کے اپنے اور ان کے متعلق متعدد مضامین پر مشتمل خصوصی نمبر میں ان کی یادگار تصاویر دی گئی ہیں اس شمارے میں ان کے بارے میں ان کے بہن بھائیوں اور جاننے والوں کے مضامین اور تاثرات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ یہ نمبر ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت تین ڈالر ہے۔ ہر لائبریریوں اور مراکز کو تحفۃً یہ مطبوعات مہیا کی جاسکتی ہیں۔

ANSAR PUBLICATIONS, BAITURRAHMAN,
15000 GOOD HOPE ROAD, SILVER SPRING MD 20905, U.S.A

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کی سالانہ کھیلوں کا انعقاد

منعقدہ مورخہ ۲۸/اپریل تا ۵/جون ۲۰۰۱ء

رپورٹ: مکرم عطاء الرحمن محمود صاحب منتظم صحت جسمانی

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کی سالانہ کھیلوں کا آغاز مورخہ ۲۸/اپریل کو ہوا مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب صدر عمومی ربوہ وصدر مجلس صحت (مہمانِ خصوصی) نے افتتاحی خطاب فرمایا اور کھیلوں کے انعقاد پر مجلس کو مبارکباد دی۔ ان مقابلہ جات کے لئے فٹ بال کبڈی اور باسکٹ بال کی دو دو ٹیمیں اور کرکٹ کی چار ٹیمیں تیار کی گئی تھیں۔

مقابلہ جات: مورخہ ۲۱/مئی کو کرکٹ کے لیگ میچز شروع ہوئے جو ۲۷/مئی تک جاری رہے۔ کرکٹ کے مقابلوں میں صدر بلاک، رحمت بلاک، علوم بلاک اور نصر+یمن بلاک کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ صدر بلاک اور رحمت بلاک کا فائنل مقابلہ ۵/جون کو شام ۶ بجے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی گراؤنڈ میں کھیلا گیا۔ جو رحمت بلاک کی ٹیم نے جیت لیا۔ ۲۷/مئی ۲۰۰۱ء کو باسکٹ بال کا میچ ہوا جس میں رحمت بلاک کی ٹیم کامیاب رہی۔ ۲۸/مئی جامعہ احمدیہ کی گراؤنڈ میں فٹ بال کا میچ ہوا۔ ۳/جون کو شام ۶ بجے کبڈی گراؤنڈ دارالرحمت غربی میں کبڈی کا میچ ہوا جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔

مجلس انصار اللہ پاکستان کے صدر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے ان مقابلہ جات میں خصوصی دلچسپی کا اظہار فرمایا اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

اختتامی خطاب: مورخہ ۵/جون کو کرکٹ کے فائنل کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی تلاوت قرآن کریم کے بعد مقابلہ جات کی رپورٹ پیش کی گئی مہمانِ خصوصی مکرم محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری زعیم اعلیٰ نے مہمان خصوصی، صدر صاحب انصاراللہ، صدر صاحب مجلس صحت، کھلاڑیوں اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے دعا کروائی۔ ایم۔ٹی۔اے۔ نے کبڈی، کرکٹ کے مقابلہ جات اور اختتامی تقریب کی ریکارڈنگ کی۔

کھیلوں کے انعقاد کے سلسلہ میں محترم نصیر احمد چوہدری صاحب، محترم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب اور محترم سید خلیل احمد شاہ کا تعاون رہا۔ جزاہم اللہ

عہدیداران انصاراللہ ضلع فیصل آباد کا ایک ریفریشر کورس

رپورٹ: مکرم بشیر حسین تنویر صاحب نائب ناظم انصاراللہ ضلع فیصل آباد

مجلس انصاراللہ ضلع فیصل آباد کے عہدیداران کا ایک ریفریشر کورس مورخہ ۱۳/اپریل ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔ اس پروگرام کی صدارت مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب جھمٹ ایڈیشنل قائد تربیت نومبائعین نے کی۔ دوران کارروائی مکرم جاوید احمد جاوید صاحب بھی معاونت کرتے رہے۔

صدر اجلاس نے اس پروگرام کی غرض و غایت بیان فرمائی کہ دوران سال کام کرنے کے بارے میں مرکزی ہدایات سے آگاہی اور جو لائحہ عمل مرکز تجویز کرتا ہے سبھی عہدیداران اس کا مطالعہ کریں تا کہ جو امانت عہدیداران کے سپرد ہوئی ہے اس کو کما حقہ ادا کر سکیں۔ مکرم جاوید احمد جاوید صاحب نائب قائد اصلاح وارشاد نے اپنے شعبہ کے بارے میں تفصیلی ہدایات دیں۔ آپ نے بتایا دعوت الی اللہ دراصل خدا تعالیٰ کی معرفت اور تعلق پیدا کرنا دوسروں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور بنی نوع انسان سے ہمدردی کرنا ہے۔ ایم ٹی اے سے استفادہ کریں۔ جلسہ ہائے سیرۃ النبی منعقد کریں اجتماعی اور انفرادی مجالس مذاکرہ کریں اچھے نتائج کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھیں اور کمیٹی اصلاح وارشاد تشکیل دیں اور اس سے کام کروائیں۔

محترم چوہدری عبدالرحمٰن سیفی صاحب نے شعبہ ایثار کے بارے میں ہدایات دیں کہ میڈیکل کیمپ لگائے جائیں شہری مجالس ایلوپیتھی یا ہومیوپیتھی کیمپ لگائیں انہوں نے تحریک جدید، وقف جدید اور شعبہ عمومی کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا۔ محترم چوہدری لطیف احمد جھمٹ صاحب صدر اجلاس نے شعبہ تربیت، تربیت نومبائعین اور شعبہ تعلیم کے بارے میں ہدایات دیں اور بتایا کہ یہ کام ایسے ہیں جو ہر ایک نفس کی اصلاح کے لئے ہر وقت جاری رہتے ہیں۔ نماز کا سیکھنا، باترجمہ جاننا اور نماز کی باقاعدہ ادائیگی۔ تلاوت قرآن کریم صحت تلفظ اور ترجمہ کے ساتھ ہونی چاہئے۔ آپ نے بتایا کہ کام کرنے کے لئے وقت کی قربانی کرنا پڑے گی اور جماعتی کاموں کے لئے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد نبھانا ہوگا۔ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ ایم ٹی اے سے استفادہ کریں تو ان کی تربیت کا سامان خود بخود ہو جائے گا۔ نومبائعین کے ساتھ رابطہ بڑھائیں انہیں جماعت کا حصہ بنائیں ہر کام میں شریک کریں۔ بجٹ اور تجنید میں شامل کریں اور ان کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ شعبہ تعلیم کے سلسلہ میں ذکر کیا کہ سہ ماہی امتحانات میں ضرور شامل ہوں۔ اس طرح مطالعہ کا شوق بھی بڑھے گا اور مجالس کی نمائندگی بھی ہوگی۔ صف دوم کے بارہ میں بتایا کہ سائیکل سواری کو رواج دیں۔ سائیکل سفر کر کے رپورٹ بھجوائیں۔ تمام کام لائحہ عمل کے مطابق کرنیکی کوشش کریں اور رپورٹ مرکز بھجوائیں۔ یہ پروگرام دعا کے ساتھ ۱۲:۳۰/ بجے اختتام کو پہنچا۔ طعام اور نماز جمعہ کے بعد احباب رخصت ہوئے۔ حاضری اراکین عاملہ ضلع ۲۳/دیہی مجالس ۳۶/شہری ۶ رہی۔

186 پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال - رپورٹ ۲۰۰۰ء کا ایک ورق

احمدیوں کے خلاف مقدمات

دفعہ 295اے اور بی کے تحت مقدمے

☆ مارچ میں لئیق احمد کو سرگودھا میں اپنی دکان کی دیواروں پر پیغمبر اسلام کا نام کندہ کرنے پر گرفتار کیا گیا۔

☆ 28اپریل کو دریا پور ضلع سیالکوٹ میں 10احمدیوں کو دو فوجداری مقدمات میں ملوث کیا گیا۔ پچھلے سال کے دوران میں یہ پانچواں مقدمہ تھا جس پر انسداد دہشت گردی ایکٹ کا اطلاق کیا گیا۔ مقامی احمدی برادری کا صدر غلام مصطفیٰ اور اس کے دو بھائیوں محمد یوسف اور محمد افضل گرفتار کیے گئے اور 7 دیگر افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔ ان پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کا الزام تھا۔ اس کے علاوہ انھیں ایک دو سال پرانے مقدمے میں بھی شامل کیا گیا جس میں مقامی مسجد میں احمدیوں کے لیے ایک قابل اعتراض حجرہ تعمیر کرنے کا الزام ہے۔

☆ 31جولائی کو بھروکے کلاں ضلع سیالکوٹ میں 4احمدیوں کو ایک گیراج میں جس کا دروازہ جزوی طور پر کھلا تھا "مسلم ٹیلیویژن احمدیہ" دیکھنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ مقامی مذہبی کارکنوں نے غلام مصطفیٰ، حمید، مقصود احمد اور میاں فضل پر اپنے مذہب کی تبلیغ کا الزام عائد کیا تھا۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295ایف کے متن کا ترجمہ

جو شخص پاکستان کے شہریوں کی کسی جماعت کے مذہبی جذبات کی بے حرمتی ارادی طور پر اور بدنیتی کے ساتھ کرے، الفاظ کے ذریعے، بول کر یا لکھ کر یا دکھائی دینے والے مظاہر کے ذریعے اس جماعت کے مذہب کی توہین کرے یا مذہبی عقائد کی توہین کرے یا توہین کرنے کی کوشش کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید جو زیادہ سے زیادہ دس سال تک ہو سکتی ہے، یا اس کے ساتھ جرمانہ یا دونوں سزائیں اکٹھی دی جا سکتی ہیں۔

دفعہ 295ب کے متن کا ترجمہ

قرآن کے نسخے کی بے حرمتی وغیرہ کرنا: جو کوئی ارادی طور پر قرآن پاک کے نسخے یا اس کے کسی اقتباس کی بے حرمتی کرے، نقصان پہنچائے یا بے ادبی کرے یا توہین آمیز طریقے سے اس کا استعمال کرے یا اسے کسی غیر قانونی مقصد کے لیے استعمال کرے وہ عمر قید کی سزا دیے جانے کا مستحق ہو گا۔]

دفعہ 295سی کے تحت مقدمے

☆ 12اپریل کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جڑانوالہ (ضلع فیصل آباد) نے ڈاکٹر سعید کی یہ درخواست مسترد کر دی کہ اس کے خلاف دفعہ 295-C کا اطلاق نہ کیا جائے۔ ملزم پر دو سال پہلے اپنے عقیدے کی تبلیغ کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ بعد ازاں ایک مجسٹریٹ نے یہ کہہ کر اس پر توہین رسالت کا قانون بھی لاگو کر دیا کہ اس نے نبی اکرم کے خلاف جارحانہ زبان استعمال کی تھی۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295سی کے متن کا ترجمہ

نبی اکرم کی شان میں توہین آمیز ریمارکس وغیرہ کا استعمال: جو کوئی بھی الفاظ کے ذریعے زبانی یا تحریری طور پر، یا دکھائی دینے والے مظاہر کے ذریعے، یا کسی تہمت، کنایہ یا در پردہ تعریض و تحقیر کے انداز میں براہ راست یا بالواسطہ رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی توہین کرے، اسے سزائے موت دی جائے گی اور جرمانہ بھی کیا جائے گا۔

دفعہ 298بی اور سی کے تحت مقدمے

☆ 31جنوری کو ہارون آباد ضلع بہاولنگر میں سول جج نے عطاء اللہ وڑائچ کو 3سال قید کی سزا سنائی۔ اس کے خلاف پچھلے سال کے آخر میں درج کیے جانے والے مقدمے میں ایک مجسٹریٹ نے ایک مقامی مسجد اور مینار تعمیر کرنے کا الزام عائد کیا تھا۔

☆ فروری میں مانگٹ اونچائی ضلع حیدر آباد میں ایک نئے احمدی صاحب خان کے خلاف اس کے والد نے احمدیت قبول کرنے کا مقدمہ درج کرایا۔ اسے اس کے استاد فضل احمد اور ایک دوسرے احمدی سکندر حیات سمیت گرفتار کر لیا گیا۔

☆ 30جولائی کو کراچی سے دو احمدیوں خلیل احمد اور سعید احمد کو گرفتار کیا گیا۔ ان کے خلاف مقامی علما نے مقدمہ درج کروایا تھا۔ وہ ایک گاؤں میں اپنے شناسا سے ملاقات کے لیے سفر پر روانہ ہونے والے تھے۔

☆ 19اگست کو ضلع ساہیوال کے گاؤں چک 12/37 سے 3احمدیوں کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے تھے۔ زمین کے ایک جھگڑے میں ان کے مخالف نے غفار احمد، الیاس احمد اور منظور احمد کے خلاف یہ مقدمہ درج کروایا تھا۔

☆ 29اگست کو سرائے سدھو ضلع خانیوال میں تین احمدیوں عبدالسمیع، بشیر احمد اور محمد اسماعیل کو گرفتار کیا گیا۔ ان پر الزام تھا کہ سپاہ صحابہ کے برپا کیے ہوئے ایک ہنگامے میں انھوں نے سپاہ صحابہ کے کارکنوں کے ساتھ گرما گرم بحث کے دوران نبی اکرم کے بارے میں توہین آمیز ریمارکس دیے تھے۔ [مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298بی کے متن کا ترجمہ

انتخاب از کلامِ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا
ہر اک عاشق نے ہے اک بُت بنایا ہمارے دِل میں یہ دلبر سمایا
وہی آرام جاں اور دِل کو بھایا وہی جس کو کہیں ربُّ البرایا
ہوا ظاہر وہ مجھ پر بِالْاَیَادِیْ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مجھے اس یار سے پیوندِ جاں ہے وُہی جنّت وہی دارالاماں ہے
بیاں اسکا کروں طاقت کہاں ہے محبّت کا تو اک دریا رواں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

تری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں تیرے ہیں میرے ہادی فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین)

MONTHLY ANSARULLAH

EDITOR:
NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL - 92
July 2001

تمام برکات کی جامع کتاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

’’قرآن کِتٰبٌ مُّبٰرَكٌ ہے اور اس نے تمام برکاتِ روحانی کو اپنے اندر جمع کیا ہوا ہے تو پھر عقلاً تین نتیجے نکلتے ہیں:

اول: یہ کہ اس کتاب کی کامل اتباع کی جائے۔

دوسرے: یہ کہ اس کتاب نے تقویٰ کی جو باریک راہیں ہمیں بتائیں ہیں ان پر گامزن رہا جائے اور

تیسرے: یہ کہ اگر، اور جب، ہم یہ کرلیں تب خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے پر ہم پر کھل سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم ایسا نہیں کریں تو باوجود اس کے یہ کتاب تمام برکاتِ روحانی کی جامع ہے ہم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے ....‘‘

’’اللہ تعالیٰ سورہ انعام آیت ۱۵۶ میں فرماتا ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ یہ کتاب جو میں تم پر نازل کر رہا ہوں یہ تمام برکات کی جامع ہے۔ فَاتَّبِعُوْهُ اس لئے تمہارے لیے یہ ضروری ہے کہ تم اس کی کامل اتباع کرو۔ وَاتَّقُوْا اور تقویٰ کی جو باریک راہیں یہ تمہیں بتاتی ہے کہ تم ان پر گامزن رہو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تا کہ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے تم پر کھولے جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فرمایا کہ قرآن کریم جامع ہے تمام برکاتِ روحانی کا (لیکن کُتبِ سابقہ کے متعلق مبارکٌ کا لفظ استعمال نہیں ہوسکتا تھا) اور اس طرح ہمیں یہ بتایا کہ پہلی امتیں اپنی پوری جدوجہد، اپنے پورے مجاہدہ، اپنی پوری محنت اور اپنی پوری کوشش اور ایثار اور اپنے پورے جذبہ قربانی کے باوجود اس روحانی مقام رفعت تک نہ پہنچ سکتی تھیں جس مقام رفعت تک تم پہنچ سکتے ہو۔ کیونکہ تمہیں ایک کامل کتاب دی گئی ہے جس کی اتباع کے نتیجہ میں تم کامل برکات کو حاصل کرسکتے ہو۔ کامل برکات کے حصول کا امکان تمہارے لئے پیدا ہو گیا ہے۔ اتنی ارفع اور اتنی اعلیٰ کتاب کے ملنے کے بعد بھی اگر تم کوتاہی کرو اور اس طرف متوجہ نہ ہو اور خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر اس کی اس نعمت سے فائدہ نہ اٹھاؤ تو تمہارے جیسا بدبخت دنیا میں کوئی نہیں ہوگا۔

پس فرمایا کہ یہ کتاب تمام برکات کی جامع ہے اور تمام برکات کا حصول تمہارے لئے ممکن بنا دیا گیا ہے اس لئے اٹھو! اور کوشش کرو اور محنت کرو اور قربانیاں دو اور ایثار دکھاؤ تا کہ تم ان تمام برکات اور فیوض کو حاصل کرسکو۔‘‘

(قرآنی انوار صفحہ ۷۲ تا ۷۴)